عطیہ جناب مولانا محمد فضل حق صاحب ... ریاست رامپور ...

قیمت بخته ۸ر

قال اللہ تعالیٰ

لِيُرْدُوهُمْ وَلِيَلْبِسُوا عَلَيْهِمْ دِينَهُمْ

چون نص مزبور دال ست بر موجب ردی و ہلاک بودن لبس دین و وجوب رفع اسباب این ردی کہ کشف لبس ست ظاہر و بین و رسالۂ ہذا مسمیٰ بہ

حقیقۃ التشیع

معروف بہ

کسوٹی کی کسوٹی

حصہ اول کہ تالیف لطیف معظمی و مشفقی مولوی حبیب احمد صاحب کیرانوی ست مشتمل بود بر کشف این اشتباہ وہادی بود بسوی بصیرت و انتباہ ایقاظاً للغافلین حسب فرمایش مؤلف باہتمام خواجہ عبد الواحد

بار اول ماہ جون ۱۹۱۸ء

در مطبع انتظامی واقع کانپور طبع نمودہ شد

تالیفات حکیم الامۃ حضرت مولٰنا محمد اشرف علی صاحب مدظلہم العالی

بہشتی زیور حصہ اول	۰۳/	حصہ دوم	[illegible]	حق السماع	۱/	التکشف عن مہمات	
حصہ دوم	۰۳/	مناجات مقبول	۶/	اوراد رحمانی واذکار		التصوف۔	[illegible]
حصہ سوم	۰۳/	شوق وطن	۳/	سبحانی	۲/	جامع الآثار مع تعلیقہ	
حصہ چہارم	۰۳/	قصد السبیل الی المولیٰ		القول الصواب فی تحقیق		تابع الآثار (عربی)	۶/
حصہ پنجم	۰۳/	الجلیل	۱/	مسئلۃ الحجاب۔	۱۰/	وجوہ المثانی مع توجیہ	
حصہ ششم	۰۳/	الانتباہات المفیدہ		الاقتصاد فی التقلید و		الکلمات والمعانی (عربی)	۱۲/
حصہ ہفتم	۰۳/	عن الشبہات الجدیدہ	۱۲/	الاجتہاد	۳/	تنزیہ رمضان	[illegible]
حصہ ہشتم	۰۳/	تنبیہات وصیت مع		تجوید القرآن مع یادگار		الاستبصار	۱/
حصہ نہم	۰۳/	رسالہ ظل صفہ ونقشہ		حق القرآن	۱/	روح الارواح	۶/
حصہ دہم	۰۳/	تتمے خانقاہ امدادیہ مع دو	[illegible]	اعمال قرآنی ہرسہ حصہ	[illegible]	ہفت اختر	[illegible]
رسالہ اخبار بینی	۰/	اصلاح ترجمہ دہلویہ	۰۱/	کمالات امدادیہ	۰۴/	تربیت السالک دوم	۶/
بہشتی گوہر	۰۷/	اصلاح ترجمہ مرزا حیرت	[illegible]	مکتوبات امدادیہ	۰۳/	حسن العزیز کامل	[illegible]
اصلاح النساء	۰۱/	علاج القحط والوباء	[illegible]	اغلاط العوام فی		مناقب فاطمیہ	۱۰/
اصلاح الرسوم	۴/	شجرہ طیبہ مع رسالہ		باب الاحکام	۲/	مجموعہ زاد العقبیٰ	۱۲/
تعلیم الدین	۷/	تعلیم الطالب۔	۱/	مجموعہ رسائل مفیدہ	۲/	مجموعہ وظائف چشتیہ	[illegible]
فروع الایمان	۰۳/	زاد السعید فی الصلوٰۃ		طریقہ مولد شریف	۱/	معمولات اشرفی	۶/
جزاء الاعمال	۰۱/	علی النبی الوحید و		حقوق العلم	۴/	بزم طرب	۱۰/
صفائی معاملات	۰۱/	نیل الشفا بنعل المصطفیٰ	۲/	آداب معاشرت	۲/	قواعد ریلوے مع نقشہ	۷/
اصلاح الخیال	[illegible]	الخطب الماثورہ مترجم	۸/	تربیۃ السالک اول	۶/	دعوات عبدیت جلد	
اکسیر فی اثبات التقدیر	۸/	الخطاب الملیح فی		نشر الطیب فی ذکر النبی		اول	[illegible]
جمال القرآن	۰۱/	تحقیق المہدی والمسیح	۰۱/	الحبیب	[illegible]	ایضاً جلد دوم	[illegible]
کلید مثنوی حصہ اول	[illegible]	حقوق الاسلام	۰/	تحقیق تعلیم انگریزی	۰/	ایضاً جلد سوم	[illegible]

التماس مولف

ناظرین رسالہ کو واضح ہو کہ اس رسالہ کی تالیف سے احقر کا مقصود کسی پر حملہ یا کسی کی دل آزاری نہین ہے بلکہ محض مدافعت اور حفاظت دین حق مقصود ہے۔ چونکہ اہل تشیع کی طرف سے آئے دن مذہب حق پر حملے ہوتے رہتے ہین۔ اور مذہب اہل سنت وجماعت پر تحریرات وتقریرات مین برابر رد وقدح ہوتی رہتی ہے جسکے بے شمار نظائر مین سے ایک نظیر رسالہ حق کی کسوٹی ہے۔ جسکا جواب رسالہ ہذا ہے۔ اور اگر بفحوائے اعرض عن الجاہلین علماء اہل سنت کی جانب سے تحمل اور سکوت عمل مین آتا ہے۔ تو یہ حضرات اسکو انکا عاجزانہ سکوت بتلا کر عوام کو گمراہ کرتے ہین۔ بنابرین احقر نے مناسب سمجھا۔ کہ عوام پر حق کو خوب واضح کر دیا جاوے۔ تاکہ وہ واقف ہوکر اپنے دین کی حفاظت کر سکین اور گمراہی سے محفوظ رہین۔ امید ہے۔ کہ یہ رسالہ اس غرض کیلئے مفید ثابت ہوگا۔ اور عوام پر خوب حق واضح ہو جاویگا۔ لیکن اگر اہل تشیع کی طرف اخفائے حق اور تلبیس عوام مین مزید کوشش کی گئی۔ تو ہم اظہار حق اور دفع تلبیس مین مزید سعی کرنے پر مجبور ہونگے۔ اسوقت رسالہ کا صرف جزو اول شائع کیا جاتا ہے باقی اجزاء آئندہ شائع کئے جائین گے۔ انشاء اللہ تعالی۔ والسلام۔ **الملتمس۔ حبیب احمد۔**

تقریظ حضرت مجدد ملۃ والدین ہادینا وہادی سائر المسلمین مولانا المعظم شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی متعنا اللہ بطول حیاتہ آمین

حامدا ومصلیا۔ مجھ سے مولف کی تو نہین (کیونکہ وہ اس سے مستغنی ہین) بلکہ مولف کی معرفت دوسرے احباب کیطرف سے درخواست کی گئی۔ کہ مین اس رسالہ پر تقریظ لکھون۔ چونکہ غالب رنگ مناظرہ کا آج کل مکابرہ ہے۔ اس لیے مین نے اس سے عذر کر دیا۔ جسپر درخواست کا اختتام ہو گیا۔ مگر اس التماس کے مضمون کو دیکھکر مولف کی غرض مناظرہ ہی اپنی اصل حقیقت پر معلوم ہوئی۔ تو اب بلا درخواست اتنا لکھنے کو جی چاہتا ہے۔ کہ یہ غرض بالکل صحیح اور ضروری ہے۔ اور احقاق حق اور ابطال باطل کے ضروری ہونے مین کس کو شبہ ہو سکتا ہے۔ قرآن مجید مین ایسے جدال بالتی ھی احسن فرمایا گیا ہے جو آیۃ لا تجادلوا اھل الکتاب الا بالتی ھی احسن مین ماذون فیہ اور آیۃ جادلھم بالتی ھی احسن مین مامور بہ ہے مولف کیلئے خلوص کی اور ناظرین کیلئے ہدایت وانتفاع کی دعا کرتا ہون۔ **اشرف علی** ۔ ۲ ربیع الثانی سنہ ۱۳۳۶ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم و علی آلہ و اصحابہ اجمعین اما بعد احقر العباد حبیب احمد کیرانوی مسلمانونکی خدمتمین عرض پرداز ہے
کہ جب سے اسلام دنیا مین آیا ہے اسی وقت سے دشمنان خدا اور رسول نے اسکے مٹانے کی تدبیرین کرنی شروع کین اور زبان
ہاتھ عقل و تدبیر جنگ و جدل غرض ہر طرح سے کوششین کین کہ یہ مذہب کسی طرح مٹ جاوے مگر انکی تمام کوششین
بے سود ثابت ہوئین اور وہ مقہور و مغلوب اور ذلیل و خوار ہوئے اور ہو الذی ارسل رسولہ بالہدی و دین الحق لیظہرہ
علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون (ترجمہ خدا تعالےٰ ہی نے بھیجا ہے اپنے رسول کو ساتھ ہدایت کے اور حق دین کے
تاکہ اسکو تمام مذہبون پر غالب کر دین اگرچہ کفار کو برا معلوم ہو) سچ ہو کر رہا جو تدبیرین اسلام کے مٹانے کے لئے
دشمنان اسلام نے کی تھین انمین سے ایک تدبیر جو نہایت خطرناک تھی وہ یہ تھی کہ یہود کی ایک جماعت نے
تقیہ کرکے اسلام قبول کیا۔ یعنے انھون نے باقتضائے مصلحت وقت کفر کو دل مین رکھا۔ اور اسلام کو ظاہر کیا۔
یہ لوگ دوستی کے پردہ مین دشمنی کرتے تھے۔ اور شہد مین زہر دینا چاہتے تھے لیکن یہ لوگ جب درپردہ کوئی
تدبیر اسلام کی بیخ کنی کی کرتے تھے حق سبحانہ اسکے خطرہ سے اپنے رسول کو مطلع فرما دیتے تھے اور وقتاً فوقتاً انکی حالت
کی قلعی کھولتے رہتے تھے چنانچہ قرآن کریم اس منافق اور دوست نما دشمن فرقے کی مذمت اور انکی سازشون کے
افشا سے لبریز ہے چنانچہ ایک مقام پر فرماتے ہین اذا جاءک المنافقون قالوا نشہد انک لرسول اللہ واللہ یعلم
انک لرسولہ واللہ یشہد ان المنافقین لکاذبون اتخذوا ایمانہم جنۃ فصدوا عن سبیل اللہ انہم ساء ما کانوا یعملون
ذلک بانہم آمنوا ثم کفروا فطبع علی قلوبہم فہم لا یفقہون واذا رایتہم تعجبک اجسامہم وان یقولوا تسمع لقولہم کانہم خشب مسندۃ
یحسبون کل صیحۃ علیہم ہم العدو فاحذرہم قاتلہم اللہ انی یؤفکون (ترجمہ منافقین جب تمھارے پاس آتے ہین تو کہتے ہین
کہ ہم شہادت دیتے ہین کہ آپ خدا کے رسول ہین اور خدا جانتا ہے کہ آپ اسکے رسول ہین اور وہ گواہی دیتا ہے کہ یہ
منافقین جھوٹے ہین انھون نے اپنی قسمون کو ڈھال بنا رکھا ہے سو خدا کی راہ سے روک رہے ہین وہ جو کچھ کر رہے ہین
برا کر رہے ہین یہ اسلئے کہ وہ ایمان لائے پھر منکر ہو گئے پھر انکے دلون پر مہر ہو گئی ہے اب وہ نہین سمجھتے اور جب آپ انھین
دیکھتے ہین تو آپ کو انکے اجسام دنگ کر دیتے ہین اور اگر وہ کوئی بات کہتے ہین تو آپ انکی بات سنتے ہین گویا کہ وہ دیوار سے
لگی ہوئی لکڑیان ہین ہر چیخ پکار کو وہ اپنے ہی اوپر سمجھتے ہین یہ دشمن ہین سو آپ ان سے بچتے رہین خدا انھین

غارت کرے کیسے راہ حق سے پھرے جاتے ہین آہ دوسری جگہ فرماتے ہین ومن الناس من یقول آمنا باللہ
وبالیوم الآخر وما ہم بمومنین یخادعون اللہ والذین آمنوا وما یخدعون الا انفسہم وما یشعرون فی قلوبہم مرض فزادہم اللہ
مرضا ولہم عذاب الیم بما کانوا یکذبون واذا قیل لہم لا تفسدوا فی الارض قالوا انما نحن مصلحون الا انہم ہم المفسدون ولکن لا
یشعرون واذا قیل لہم آمنوا کما آمن الناس قالوا انومن کما آمن السفہاء الا انہم ہم السفہاء ولکن لا یعلمون واذا لقوا الذین
آمنوا قالوا آمنا واذا خلوا الی شیاطینہم قالوا انا معکم انما نحن مستہزؤن الی آخر ما قال عز مجدہ ترجمہ اور لوگون مین بعضے ایسے بھی
ہین جو کہتے ہین ہم ایمان لائے اللہ پر اور آخری دن پر حالانکہ وہ بالکل ایمان والے نہین چالبازی کرتے ہین اللہ سے
اور ان لوگون سے جو ایمان لاچکے ہین اور واقع مین کسی کے ساتھ بھی چالبازی نہین کرتے بجز اپنی ذات کے
اور وہ اسکا شعور نہین رکھتے انکے دلون مین بڑا مرض ہی سو اور بھی بڑھا دیا اللہ تعالے نے انکو مرض اور ان کیلئے
سزائے دردناک ہی اسوجہ سے کہ وہ جھوٹ بولا کرتے تھے اور جب انسے کہا جاتا ہی کہ فساد مت کرو زمین مین تو کہتے ہین
ہم تو اصلاح ہی کرنیوالے ہین یاد رکھو بیشک یہی لوگ مفسد ہین لیکن وہ اسکا شعور نہین رکھتے اور جب انسے کہا جاتا ہی
کہ تم بھی ایسا ہی ایمان لے آؤ جیسا ایمان لائے ہین اور لوگ تو کہتے ہین کیا ہم ایمان لاوین گے جیسا ایمان لے آئے ہین
یہ بیوقوف یاد رکھو بیشک یہی ہین بیوقوف لیکن اسکا علم نہین رکھتے اور جب ملتے ہین وہ منافقین ان لوگون سے
جو ایمان لائے ہین تو کہتے ہین کہ ہم ایمان لے آئے ہین اور جب خلوۃ مین پہونچتے ہین اپنے شریر سرداروں
کے پاس تو کہتے ہین کہ ہم بیشک تمہارے ساتھ ہین ہم تو صرف استہزا کیا کرتے ہین اہ ایک اور جگہ فرماتے ہین
لئن لم ینتہ المنافقون والذین فی قلوبہم مرض والمرجفون فی المدینۃ لنغرینک بہم ترجمہ البتہ اگر باز نہ آئے منافق
اور وہ لوگ جنکے دلون مین روگ ہی اور جھوٹ اڑانیوالے مدینے مین تو ہم لگا دین گے تجھکو انکے پیچھے اہ ایک جگہ
فرماتے ہین والذین اتخذوا مسجدا ضرارا وکفرا وتفریقا بین المومنین وارصادا لمن حارب اللہ ورسولہ من قبل
ولیحلفن ان اردنا الا الحسنی واللہ یشہد انہم لکاذبون لا تقم فیہ ابدا ترجمہ اور بعضے ایسے ہین جنھون نے ان
اغراض کے لئے مسجد بنائی ہی کہ ضرر پہونچاوین اور کفر کی باتین کرین اور ایمانداروں مین تفریق ڈالین اور اس شخص کے
قیام کا سامان کرین جو اسکے قبل سے خدا اور رسول کا مخالف ہی اور قسمین کھا جاوین گے کہ بجز بھلائی کے ہماری
کچھ نیت نہین اور اللہ گواہ ہی کہ وہ بالکل جھوٹے ہین آپ اسمین کبھی کھڑے نہون۔ اہ ایک جگہ ارشاد ہی
ان تصبک حسنۃ تسوہم وان تصبک مصیبۃ یقولوا قد اخذنا امرنا من قبل ویتولوا وہم فرحون ترجمہ اگر
آپ کو کوئی اچھی حالت پیش آتی ہی تو وہ انکے لئے موجب غم ہوتی ہی اور اگر آپ پر کوئی حادثہ آپڑتا ہی تو کہتے ہین
کہ ہم نے تو پہلے سے اپنا احتیاط کا پہلو اختیار کرلیا تھا اور وہ خوش ہوتے ہوے چلے جاتے ہین ایک مقام پر
فرماتے ہین المنافقون والمنافقات بعضہم من بعض یامرون بالمنکر وینہون عن المعروف ویقبضون ایدیہم نسوا اللہ

نفسیہم ان المنافقین ہم الفاسقون ترجمہ منافق مرد اور منافق عورتین سب ایک طرح کی ہین کہ بری بات کی
تعلیم دیتے ہین اور اچھی بات سے منع کرتے ہین اور اپنے ہاتھون کو بند رکھتے ہین انھون نے خدا کا خیال نہ کیا پس
خدا نے انکا خیال نہ کیا بلاشبہ یہ منافق بڑے ہی سرکش ہین اھ غرضکہ اس قسم کی تصریحات بکثرت ہین اور قرآن کریم
مین اس دشمن اسلام و اہل اسلام فرقہ کی عداوت پنہانی اور اُسکی سازشونکی خوب قلعی کھولی گئی ہو اس لئے
ان کو عہد نبوی مین توکوئی کامیابی نہ ہوئی۔ جب دور نبوت ختم ہوا تو حق سبحانہٗ نے اپنے سچے دین کے اعزاز کے لیے
اپنے رسول کو دو ایسے بیدار مغز اور مدبر خلیفہ یکے بعد دیگرے عطا فرمائے جو فیض صحبت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اور اپنی خدا داد قابلیت کے سبب حیات نبوی مین وزارت رسول کا مرتبہ حاصل کر چکے تھے
اور جوکہ باتفاق اہل اسلام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام امت سے افضل تھے چنانچہ
امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جنگ جمل کے بعد جبکہ وہ خود خلیفہ تھے اور انکو پوری قوت و شوکت
حاصل تھی کوفہ کے منبر پر علیٰ الاعلان فرمایا خیر ہذہ الامۃ بعد نبیہا ابوبکرؓ ثم عمرؓ (یعنے بعد نبی علیہ السلام کے
بہترین امت حضرت ابوبکرؓ ہین انکے بعد حضرت عمرؓ) انھون نے حق سبحانہٗ کی تائید سے منصب خلافت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قابلیت کیساتھ انجام دیا کہ کسی دشمن اسلام کو خواہ وہ عداوت
ظاہر کرتا ہو یا تقیائی ہو اسلام مین رخنہ اندازی کا موقع نہ ملا تیسری خلافت مین چونکہ بہ نسبت پہلی
دونون خلافتون کے کسی قدر کمزوری تھی اسلئے اسکے آخری حصہ مین منافقین یہود نے پھر سر اُٹھایا اسوقت
جو تدبیر کی گئی وہ نہایت ہی خطرناک ثابت ہوئی اس جماعت کا سرغنہ عبد اللہ بن سبا یہودی تھا اسنے
اولا مسلمانون کو حضرت عثمانؓ کے خلاف بھڑکایا جسکا انجام یہ ہوا کہ خلیفۂ برحق باغیون اور منافقون کے
ہاتھون شہید ہوگئے اوسکے بعد اوسنے جب دیکھا کہ امور خلافت درہم برہم ہو چکے ہین اور مسلمانون مین
آتش فتنہ بھڑک اٹھی ہو اور اس طرح ان کی سیاسی شوکت متزلزل ہوگئی ہو تو اُسنے دین الٰہی پر دست درازی
شروع کی اور اسکے لئے یہ طریقہ اختیار کیا کہ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی محبت کا دعوی کیا اور
کہا کہ مین محب اہل بیت ہون اسکے بعد اسنے نومسلمون کو بہکانا شروع کیا اور کہا کہ جس صورت مین تم دین کو
دیکھ رہے ہو یہ فی الحقیقت اسلام کی صورت نہین ہو بلکہ اصلی خلیفہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
حضرت علی ہین اور صحابہ بطمع دنیا انکو انکے منصب سے علحدہ کرکے خود قابض ہو گئے۔ اس لئے یہ لوگ تبرے
اور بیزاری کے مستحق ہین نہ کہ اتباع کے غرضکہ اُسنے اسلام کی ایک نئی صورت بنا کر لوگون کے سامنے
پیش کی اور لوگون کو اس جدید اختراعی مذہب مین داخل کرنا شروع کیا ایک عرصہ تک یہ کارروائی خفیہ رہی
لیکن نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا آخر یہ جعلسازی کھلی اور اس گروہ کے چند اشخاص گرفتار ہوکر

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی عدالت مین حاضر ہوئے اسوقت جبکہ انکی روبکاری ہوئی ہے یہ جدید مذہب بہت ترقی کر چکا تھا اور دعوٰی حب اہل بیت و عداوت صحابہ سے گذر کر اس مرتبہ پر پہونچ گیا تھا کہ عبد اللہ بن سبا نے دعوی کیا تھا کہ حضرت علی خدا ہین اور مین ان کا رسول - پس حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ان سے کہا کہ تم ان کفریات سے توبہ کرو مگر انھون نے اس سے انکار کیا تو انجام کار حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے انکو آگ مین جلا دیا یہ اجمالی تاریخ تھی ابتدائے مذہب رفض کی لیکن حضرات شیعہ کا قاعدہ ہے کہ وہ ناواقفون کے سامنے اس دعوی کو جھٹلایا کرتے ہین اس لئے ہمین ضرورت ہے کہ خود اُنھین کی معتبر کتابون سے اس مضمون کو ثابت کرین تاکہ وہ ہمین جھٹلا نہ سکین صاحب مجمع البحرین نے لفظ زندیق کے تحت مین لکھا ہے وہو بیان حالہ اظہر الاسلام ابتغاء للفتنۃ وتضلیلا للاسلام فسعی اولا باثارۃ فتنۃ علی عثمان ثم انضوی الی الشیعۃ فاخذ فی تضلیل جہالہم حتی اعتقدوا فی علی المعبودیۃ فاستتابہم علی فلم یتوبوا فاحرقہم مبالغۃ فی النکایۃ یعنے یہ عبد اللہ بن سبا کی حالت کا بیان ہے جس نے فتنہ پردازی کے لئے اور مسلمانون کو گمراہ کرنے کے لیے اپنا اسلام ظاہر کیا اور بظاہر مسلمان بنا اسکے بعد اسنے ابتداءً حضرت عثمان کے خلاف فتنہ اُٹھایا پھر حضرت علی کے گروہ مین ملا اور انمین جو دین سے ناواقف تھے انکو گمراہ کرنے لگا یہانتک کہ انھون نے حضرت علی کے متعلق خدائی کا اعتقاد کر لیا اسپر حضرت علی نے ان سے توبہ چاہی مگر انھون نے توبہ نہین کی تب حضرت علی نے سخت سزا دینے کے لئے انکو آگ مین جلا دیا اور ابو عمرو کشی نے جنکی کتاب پر علماء شیعہ کا دارومدار ہے (کمافی فہرست البحار) اپنی کتاب رجال صفحہ ۷۱ مین لکھا ہے ذکر بعض اہل العلم ان عبد اللہ بن سبا کان یہودیا فاسلم و والیٰ علیا علیہ السلام وکان یقول وہو علی یہودیتہ فی یوشع بن نون وصی موسی بالغلو فقال فی اسلامہ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ فی علی علیہ السلام مثل ذلک وکان اول من اشہر بالقول بفرض امامۃ علی واظہر البراءۃ من اعدائہ وکاشف مخالفیہ واکفرہم فمن ہہنا قال من خالف الشیعۃ اصل التشیع ماخوذ من الیہودیۃ آہ یعنے بعض اہل علم نے بیان کیا ہے کہ عبد اللہ بن سبا یہودی تھا اُسکے بعد مسلمان ہوا اور حضرت علی سے دوستی کی وہ اپنی یہودیت کے زمانہ مین یوشع بن نون کی نسبت غلو سے دعوی کرتا تھا کہ وہ موسیٰ کے وصی ہین - پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اُسنے حضرت علی کی نسبت بھی یہی دعوی کیا یہ پہلا شخص ہے جو اعتقاد فرضیت امامت علی کے ساتھ مشہور ہوا اور جسنے آپکے دشمنون (صحابہ وغیرہ) سے بیزاری ظاہر کی اور آپ کے مخالفین سے مخالفت کی اور انکو کافر کہا - یہین سے مخالفین شیعہ نے کہا ہے کہ تشیع اور رفض یہودیت سے نکلے ہین اھ ان دونون روایتون سے ہمارے بیان کی پوری پوری تصدیق ہوتی ہے اور صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ مذہب تشیع کا بانی عبد اللہ بن سبا یہودی منافق تھا اُسی نے خلافت بلا فصل حضرت علی کا مسئلہ ایجاد کیا اُسی نے صحابہ پر تبرے کی بنیاد ڈالی - اُسی نے تکفیر صحابہ کا مسئلہ نکالا مگر سید محمد صاحب مجتہد کا انصاف ملاحظہ کیجئے کہ وہ جو .

ان تصریحات کے تشئید المبانی مین فرماتے ہین کفر عبد اللہ بن سبا فائدہ عاید حال خسران مآل اہل سنت نخواہد کرد

و ما نقلہ عن مجمع البحرین فہو لنا لا علینا چہ آن نص صریح بر برات فرقۂ حقہ ازان ملعون ست فکیف یظن اتباعہم لہ علیہ ما علیہ انتہی یعنے عبد اللہ بن سبا کے کفر سے اہل سنت کو کچھ فائدہ نہین ہوتا اور مولوی حیدر علی نے جو مجمع البحرین سے عبارت نقل کی ہے وہ ہمارے موافق ہے نہ کہ ہمارے خلاف اس لئے کہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ فرقہ شیعہ کو اس سے کوئی تعلق نہین پھر وہ اس ملعون کا اتباع کیون کرنے لگے اھ ذرا ان اجتہاد مآب سے کوئی پوچھے کہ بتصریح صاحب مجمع البحرین عبد اللہ بن سبا دین الٰہی مین فتنہ پردازی کی غرض سے اور تخریب اسلام کے لئے مسلمان ہوا اور خلافت اسلامیہ کو درہم برہم کرے اور بتصریح ابو عمرو کشی مسائل وصایت و تبرے از صحابہ اور تکفیر و مخالفت و عداوت صحابہ کی بنا ڈالے اور اہل سنت کو اس سے کچھ فائدہ نہو بلکہ مذہب شیعہ کو اس سے تقویت ہو کیسی بات ہے یہ بات ہماری تو کیا کسی عاقل کی بھی سمجھ مین نہ آئے گی — مجتہدین ہی اسکو سمجھتے ہون گے خیر جب کہ مذہب رفض کا بانی عبد اللہ بن سبا یہودی جو کہ در پردہ صحابہ اور اہل بیت اور خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن تھا اور بظاہر اسلام و حب اہل بیت کا مدعی تھا جہنم رسید ہوا تو اسکے جانشینون نے جنکو وہ تخریب اسلام کے لئے تیار کر چکا تھا نہایت قابلیت کے ساتھ اس فرض منصبی کو انجام دیا اور دعویٰ حب اہل بیت کے پردہ مین اسلام کی خوب بیخ کنی کی خاندان نبوت کو اچھی طرح درہم برہم کیا اور دین الٰہی کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لئے پوری جد وجہد کی چنانچہ اسکے لئے نئے نئے اصول نکالے گئے اور ان اصول کو کامل ترقی دی گئی جو عبد اللہ بن سبا اور اسکے پیشرو منافق ایجاد کر چکے تھے اور نئی نئی روایتین گڑھ کر انکو ائمہ کی طرف منسوب کیا گیا اور خوب پیٹ بھر کر ائمہ اہل بیت پر افترا کئے گئے اس مضمون کی پوری تفصیل تو ان تھوڑے سے اوراق مین کہان ہو سکتی ہے مگر نمونہ کے طور پر کچھ واقعات ہدیہ ناظرین کرتا ہون نفاق جو عبد اللہ بن سبا اور اسکے اسلاف کے زمانہ مین تھا وہ صرف ایک مصلحت وقت کے درجہ مین تھا اور اس مین کوئی دینی شان نہ تھی چنانچہ جب عبد اللہ بن سبا کو امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے اجلاس مین پیش کیا گیا ہے تو اسنے تقیہ نہین کیا اور صاف صاف کہدیا کہ مین آپ کو خدا جانتا ہون اور اپنے کو رسول جیسا کہ ابو عمرو کشی نے اسکا صاف اقرار نعم انت ہو وقد القی فی روعی انک انت اللہ وانی نبی (یعنے بیشک آپ خدا ہین اور مجھے القا ہوا ہے کہ آپ خدا ہین اور مین نبی) نقل کیا ہے اور جبکہ امیر المومنین نے اس سے توبہ کے لئے کہا تو اس نے صاف انکار کر دیا اور آگ مین جلکر جان دیدی جیسا کہ انھین ابو عمرو مذکور نے لکھا ہے اس نفاق کو ان حضرات (جانشینان عبد اللہ بن سبا) نے معراج کمال پر پہنچایا چنانچہ اولا انھون نے دفع وحشت کے لئے اسکا نام بدلا۔ اور ایک بظاہر خوش نما نام یعنی تقیہ رکھا۔ اور اسکے بعد انھون نے دین کے دس حصہ کرکے نو حصے دین اسے قرار دیا۔ اور کہا تسعۃ اعشار الدین فی التقیۃ جیسا کہ کافی مین ہے یعنے دین کے نو حصہ تقیہ مین ہین۔ (اور ایک حصہ توحید و رسالت و امامت و نماز روزہ وغیرہ مین) اُسکے بعد اسکو عین ایمان قرار دیا اور تارک تقیہ کو بے ایمان کہا چنانچہ کافی مین ہے

لا ایمان لمن لا تقیۃ لہ ولا دین لمن لا تقیۃ لہ یعنی جو تقیہ نہ کرے بے ایمان ہے۔ اور جو تقیہ نہ کرے بے دین ہے اھ اور ان
اقوال کو خاندان نبوت کی طرف منسوب کیا۔ اس اصول کا مقصد محض تخریب اسلام تھا۔ اور اسکو تخریب اسلام کا
بنیادی پتھر کہنا چاہیے۔ اس اصول پر کاربند ہوکر ان حضرات نے جن جن صورتون سے اسلام مین رخنہ اندازی کی ہے۔
انکی پوری تفصیل تو اس رسالہ مین کہان ہوسکتی ہے مگر اجمالی طور پر انکا کچھ بیان کیا جاتا ہے۔ تاکہ ناواقفون کو بصیرت ہو۔
اور وہ انکے مکائد سے واقفیت حاصل کرکے ان کے پھندے مین نہ آئین۔ اور چونکہ مذہب تشیع مین جھوٹ اور
فریب عین ایمان ہے۔ اسلئے ثبوت کے لئے خود انھی کی کتابون کا حوالہ اور انھی کے علماء کا اقرار درج کیا جاویگا۔ تاکہ
انکو انکار کی گنجایش نہ رہے۔ اس اصول سے زیادہ تر یہ لوگ دو کام لیتے تھے اول یہ کہ یہ حضرات تقیہ کرکے سُنی بنتے تھے
اور سُنی بنکر مختلف صورتون سے عبد اللہ بن سبا کے دین کو رواج دیتے تھے۔ کبھی محدث بنتے تھے کبھی صوفی۔ کبھی فقیہ۔
کبھی مورخ۔ کبھی مدرس۔ کبھی حکومت مین دخیل ہوتے تھے۔ کبھی کتابین تصنیف کرکے سنیون کے نام سے مشہور کرتے تھے۔
کبھی سنیون کی کتابون مین بیہودیانہ تحریف کرتے تھے۔ غرض کہ جس صورت سے بھی ممکن ہوتا تھا۔ یہ لوگ دین الٰہی مین تحریف
کرتے۔ اور جاہلون کو بہکا کر اپنے دام مین لاتے تھے۔ سُنی بننے کا ثبوت قاضی نور اللہ شوستری نے مجالس المومنین مین لکھا ہے
علمائے شیعہ بعلت تمادی استیلائے اصحاب شقاوشقاق واستیلائے ارباب تغلب ونفاق ہموارہ در زاویہ تقیہ مختفی بودہ اند وخود را
شافعی یا حنفی می نمودہ اند اھ بحذف الزوائد یعنی علمائے شیعہ بوجہ امتداد تسلط مخالفین وغلبہ متغلبین ومنافقین (یعنے اہل سنت
کے ہمیشہ گوشہ تقیہ مین چھپے رہے ہین اور اپنے کو شافعی یا حنفی ظاہر کرتے رہے ہین۔ محدث بننے کا ثبوت۔ نجاشی نے
ثابت بن ابی صفیہ ابو حمزہ ثمالی کے نسبت لکھا ہے۔ کان من خیار اصحابنا وثقاتہم ومعتمدیہم فی الروایۃ والحدیث وروی
عن ابی عبد اللہ علیہ السلام انہ قال ابو حمزہ فی زمانہ مثل سلمان فی زمانہ وروی عنہ العامۃ اھ یعنی ابو حمزہ ثمالی ہمارے بہتر
لوگون مین سے ہے اور روایت اور حدیث کے بارہ مین ثقات ومعتمدین مین سے ہے۔ امام جعفر صادق سے مروی ہے۔ کہ
انھون نے فرمایا ابو حمزہ ثمالی اپنے زمانہ کا سلمان فارسی ہے۔ اس سے سنیون نے بھی حدیثین کی ہین اھ اب آپ غور کیجیے
کہ ان حضرت نے مذہب اسلام کے ساتھ کیا کچھ سلوک نہ کیا ہوگا۔ فقیہ بننے کا ثبوت قاضی نور اللہ شوستری مجالس المومنین
مین لکھتے ہین۔ محمد بن ابراہیم بن یوسف الکاتب .... ظاہر از فقہائے شافعیہ بود و در باطن بمذہب امامیہ عمل می نمود
وفقہ ہر دو مذہب را خوب می دانست و در ہر دو مذہب تصنیف دارد اھ یعنی محمد بن ابراہیم بن یوسف الکاتب
بظاہر فقہائے شافعیہ مین سے تھا۔ اور باطن مین مذہب شیعہ رکھتا تھا۔ فقہ شافعی اور فقہ شیعہ دونون سے خوب واقف تھا
اور دونون مذہبون مین اسنے کتابین تصنیف کی ہین اھ ان حضرت نے سنیون مین اپنا اس درجہ اعتبار بڑھایا تھا
کہ سبکی نے اپنی کتاب طبقات کبریٰ مین انکو اپنے بڑے فقہاء مین سے لکھا ہے۔ یہ حالت تھی ان لوگون کے نفاق کی
مورخ بننے کا ثبوت آئندہ آئیگا۔ مدرس بننے کا ثبوت۔ علامہ حلی نے اپنی کتاب منہج الکرامہ مین لکھا ہے کثیرا ما رأینا

من يتدين في الباطن بدين الامامية ويمنعه من اظهاره حب الدنيا وطلب الرياسة وقد رأيت بعض ائمة الحنابلة
يقول انى على مذهب الامامية فقلت لم تدرس على مذهب الحنابلة فقال ليس فى مذهبكم الغلات والمشاہرات وكان
اكبر مدرسى الشافعية فى زماننا حيث توفى اوصى ان يتولى امره فى غسله وتجهيزه بعض الامامية وان يدفن فى مشهد
مولانا الكاظم واشهد عليه انه كان على مذهب الامامية اھ (منقول از منہاج السنۃ) یعنے ہمنے بہت کچھ ایسے لوگ دیکھے ہین
جو باطن مین شیعہ مذہب رکھتے تھے۔ مگر حب دنیا اور طلب ریاست کی وجہ سے۔ اسے ظاہر نہ کر سکتے تھے۔ نیز مین نے
بعض ائمہ حنبلیہ کو دیکھا ہے۔ کہ وہ کہتے تھے۔ کہ ہم شیعہ ہین۔ (مگر حنبلی بنے ہوئے ہین) اسپر مین نے کہا۔ کہ پھر آپ
(حنبلی کیون بنے ہوئے ہین اور) حنبلی مذہب کی تعلیم کیون دیتے ہین۔ تو انھون نے کہا۔ کہ تم لوگون کے مذہب مین
آمدنیان اور تنخواہین نہین ہین۔ نیز ہمارے زمانہ کے شافعیون کے مدرس اعلے نے۔ جبکہ وہ مرنے لگا ہے۔ وصیت
کی تھی۔ کہ میری تجہیز و تکفین کسی شیعی کے سپرد کر دی جاوے اور مجھے مشہد مولانا کاظم مین دفن کیا جاوے۔ اور لوگون کو
گواہ کیا تھا۔ کہ مین رافضی ہون اھ صوفی بنے کا ثبوت۔ صاحب تنبیہات المتوہمین نے لکھا ہے۔ آنانکہ گفتہ اند و نوشتہ اند
کہ شاہ صفی الدین صوفی تفضیلیہ بود و بر مذہب امامیہ نبود مردود و مطرد عن ساحۃ القبول عند ذوی العقول لانہ کان عارفا باعتقد
باطنا و صوفیا عند العوام کالانعام ظاہرا بوجہہا۔ الی قولہ ناچار باب تقلید و مقلدی در پردہ پیری و مریدی بحسب
مصلحت وقتی بر روے گیتی کشاد و اکثر خوارج را مطیع خود گردانیدہ دین علویہ را بتدبیری رواج داد اھ بمصلہ
یعنے جن لوگون نے کہا ہے۔ کہ شاہ صفی الدین صوفی تفضیلیہ تھے اور مذہب امامیہ نہ رکھتے تھے۔ ان کا یہ قول مردود
اور عقلاء کے نزدیک نامقبول ہے۔ اس لئے کہ وہ باطن مین شیعی اور عوام کالانعام (یعنے اہل سنت) کے نزدیک
کسی وجہ سے ظاہر مین صوفی تھے۔ انھون نے پیری و مریدی کی آڑ مین تقلید و مقلدی (یعنی رفض) کا دروازہ
مصلحت وقت کے موافق دنیا پر کھولا۔ اور اکثر خوارج (یعنی اہل سنت) کو اپنا مطیع کر کے مذہب تشیع کو بڑی چالاکی سے
پھیلایا اھ حکومت مین دخیل ہونے کا ثبوت۔ صاحب منتہی المقال نے عبد اللہ بن سنان کے نسبت لکھا ہے۔ کان خازنا
للمنصور والمہدی بعدہ والہادی والرشید اھ یعنے جعفر مذکور منصور اور مہدی اور ہادی اور رشید چار خلفاے عباسیہ کا
خزانچی تھا۔ اھ نیز انہی صاحب منتہی المقال نے لکھا ہے۔ کہ یزید کے بیٹے معویہ کا معلم شیعی تھا۔ اور اسنے اسے شیعی بنا لیا تھا
اور انہی صاحب منتہی المقال نے لکھا ہے۔ کہ جعفر بن محمد بن الاشعث ہارون الرشید کے بیٹے محمد بن زبیدہ کا اتالیق تھا
اتفاقا یحیی بن خالد کو معلوم ہو گیا۔ کہ یہ رافضی ہے۔ اور سنی بنا ہوا ہے۔ اسپر اسنے اپنے کو بھی شیعی ظاہر کیا۔ اور جعفر کا
راز معلوم کر لیا۔ اور ہارون سے شکایت کر دی۔ کہ یہ رافضی ہے۔ اور تقیہ کئے ہوئے ہے۔ مگر تحقیقات سے اسکا
رفض ثابت نہ ہو سکا۔ اور ہارون نے کہدیا۔ کہ آج سے تمھین کوئی رافضی کہے مین نہ مانونگا۔ اور صافی شرح اصول کافی
مین ہے۔ کہ علی بن یقطین ہارون الرشید کا وزیر تھا۔ اور تقیہ کر کے سنی بنا ہوا تھا۔ لوگون کو اسکا رفض معلوم ہو گیا

زیادہ خدا کے مطیع ہون اور تیسری صورت پر لازم آتا ہے کہ جو نتائج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل پر
مرتب ہون وہ حضرت علی کے لئے بھی ثابت ہون اور نعوذ باللہ وہ بھی کافر اور قاتل حسین وغیرہ قرار پائین
پس حضرات شیعہ جس صورت کو اختیار کرین اس سے ثابت ہوگا کہ یہ مذہب یہود ومنافقین کا بنایا ہوا ہے اور
خدا کا بھیجا ہوا نہین ہے الحاصل واقعہ ردّ علم یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک اور ردّ بشارت ولادت
حسین نے نبوت کا خاتمہ کر دیا اور جب نبوت کا خاتمہ ہوگیا تو پھر نہ امامت ہی کوئی چیز رہی نہ صحابیت نہ قرآن
نہ حدیث نہ اسلام اور یہی مقصود تھا ان منافقین کا جسکو یہ حب اہل بیت کے پردہ مین حاصل کیا جاتا تھے
اور سنو قاضی نور اللہ شستری نے مجالس المومنین مین لکھا ہے چون کمیت بن الاسدی حال ابو بکر رض و عمر را از
حضرت امام محمد باقر سوال نمود آنحضرت فرمود ما قطرت قطرة من دمائنا و دماء شیعتنا الا و ہی فی اعناقہما الی یوم القیامہ
و ہمچنین منقول ست کہ چون زید بن علی در معرکہ قتال تیر خورد گفت ہما اقاما نی فی ہذا المقام و یکے از شعرائے
فرقۂ ناجیہ گفتہ ؎ از عمر ہست اینکہ آئین جفا از پیش اوست + قتل مظلومان دشت کربلا از پیش اوست۔
و توہم نشود کہ این سخن محض خیالے و مجرد احتمالے ست کہ در ثانی الحال بہ سبب ادنے مناسبتے رو دادہ چہ
ارباب الباب در مبدء تحقیق امثال این اسباب حکم بظہور چنین نتائج و ثمرات مے نمایند۔ و آن را از احکام
قطعیہ عقلیہ مے شمارند اھ خلاصہ قاضی صاحب کی تحقیقات کا یہ ہے کہ واقعہ کربلا مین جو کچھ مظالم اہل بیت
یا حضرات شیعہ پر ہوئے چونکہ انکے بانی مبانی شیخین ہین کیونکہ خلافت حضرت علی رض کا حق تھا ابو بکر و عمر رض نے
اسے چھینا اور خود خلیفہ ہو بیٹھے اُنکے تسلط کی وجہ سے حضرت عثمان اور امیر معاویہ کو اقتدار حاصل ہوا امیر معاویہ
کے تسلط سے یزید کو اقتدار حاصل ہوا۔ اور یزید کے تسلط کی وجہ سے واقعہ کربلا پیش آیا اس لئے جو کچھ بھی ہوا سب
شیخین کا کیا ہوا ہے اور اس مدعا کو قاضی صاحب نے متعدد دلائل سے ثابت کیا ہے اول یہ کہ امام محمد باقر نے فرمایا ہے
کہ ہمارے اور ہمارے شیعون کے خون کا جو قطرہ بھی گرایا گیا ہے یا قیامت تک گرایا جاویگا وہ شیخین کی گردن پر ہوگا
دوسرے یہ کہ جب زید بن علی بن الحسین نے معرکہ جنگ مین ہشام بن عبد الملک کی فوج کے ہاتھ سے تیر کھایا تو کہا کہ
اس جگہ مجھے ابو بکر رض و عمر رض نے کھڑا کیا ہے تیسرے یہ کہ ایک شیعی شاعر نے کہا ہے کہ واقعہ کربلا عمر رض کی جانب سے ہے
کیونکہ قانونِ جفا کا موجد وہی ہے چوتھے یہ کہ جب ایسے واقعات پیش آئین جیسے کہ ابو بکر رض و عمر رض نے حضرت علی رض
کے ساتھ کئے۔ تو عقلا ابتدا ہی مین ایسے واقعات کے ظہور کا حکم لگا دیتے ہین جیسے واقعہ کربلا۔ اور ان احکام کو
قطعی اور عقلی سمجھتے ہین۔ یہ حاصل تھا قاضی صاحب کی جودت طبع کا اس اصول سے جسکو قاضی صاحب نے
بدلائل عقلیہ و نقلیہ ثابت کیا ہے جسطرح قاضی صاحب کے نزدیک نعوذ باللہ حضرات شیخین کا قاتل امام حسین ہونا
ثابت ہوتا ہے اس سے زیادہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رض اور حضرت فاطمہ رض کا قاتل امام حسین ہونا

فائدہ: شیعون کے اصول مذہب پر جناب رسول اللہ قاتل امام حسین ہوئے حضرت فاطمہ بھی

ثابت ہوتا ہی کیونکہ خلافتِ شیخین کے سبب قتلِ حسینؓ ہونے اور اُسوقت اس تیرہ سو برس کے ظاہر اور قطعی وعقلی ہونیکو تو قاضی صاحب جیسے عاقل ہی سمجھتے ہین ہم سے بیوقوف نہین سمجھ سکتے مگر ثبوتِ امامت لیکر قتل حسین پر رضامندی دیدینے کے سبب قتلِ حسینؓ ہونیکو (جیسا کہ بنا بر روایت کلینی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے صادر ہوا اور حضرت علیؓ سے بوجہ نفسِ رسول ہونیکے ظہور مین آیا) ہم سے بیوقوف بھی سمجھتے ہین نیز جسطرح اونکے نزدیک اس اصول سے شیخین کا قاتلِ امام حسین ہونا ثابت ہوتا ہی اس سے کہین زیادہ حضرت علیؓ وامام حسنؓ کا قاتلِ امام حسینؓ ہونا ثابت ہوتا ہی کیونکہ جس قدر خلافتِ شیخین کے وقت واقعہ کربلا کا وقوع ظاہر اور قطعی وعقلی تھا اس سے کہین زیادہ اسوقت ظاہر وقطعی وعقلی تھا جبکہ حضرت علیؓ نے امامت کو امام حسنؓ کے سپرد کیا تھا اور امام حسنؓ نے بذریعہ مصالحت کے اسکو امیر معاویہؓ کے حوالہ کیا تھا کیونکہ خلافتِ شیخین اگر کسی درجہ مین واقعہ کربلا کا سبب ہو تو وہ سبب بعید ہی۔ جسکے درمیان اور واقعہ کربلا کے درمیان بہت سے واسطے ہین بخلاف حضرت علیؓ کے امام حسنؓ کو خلیفہ بنانے اور امام حسنؓ کے خلافت کو معاویہؓ کے سپرد کرنے کے کہ یہ امور بہ نسبت خلافتِ شیخین کے اسکے بہت قریب سبب ہین پس اس من گھڑت اصول پر حضرت علیؓ وامام حسنؓ بدرجہ اولیٰ قاتل حسینؓ ہونگے جبکہ یہ حضرات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیؓ وفاطمہ وامام حسنؓ کی تکفیر کرچکے اور ان پر قتل حسینؓ کا الزام لگاچکے تو انکے بعد امام حسین کا نمبر آیا انکے لئے انھون نے روایت تراشی کہ لوجزانفی لکان احسن مما فعلہ اخی الحسن یعنے اگر میری ناک کاٹ ڈالتے تو اس سے اچھا ہوتا جو میرے بھائی حسن نے کیا ہی۔ اسکو (علی ما نقلہ مولانا حیدر علی رحمہ اللہ فی تصانیفہ) صاحب کشف الغمہ وغیرہ نے نقل کیا ہی یہ روایت امام حسین کی کھلی تکفیر کرتی ہی کیونکہ اس مین ظاہر کیا گیا ہی کہ امام حسین نے امام حسن امام معصوم واجب الطاعہ متبرا عن الخطا والسہو والنسیان کے امیر معاویہؓ کے ساتھ مصالحت کرلینے کو ناپسند کیا اور اسقدر ناپسند کیا کہ اس سے اپنی ناک کاٹ ڈالنے کو اچھا سمجھا جو کہ صریح انکار ہی امام حسنؓ کی عصمت وامامت کا اور انکار عصمت وامامت کفر ہی نیز شیعہ کہتے ہین کہ امام کا ہر فعل بحکم الٰہی ہوتا ہی پس امام حسنؓ جو کہ امام وقت تھے۔ ان کا یہ فعل بھی بحکم الٰہی ہوگا اور امام کے اس فعل پر اعتراض حکم الٰہی پر اعتراض ہوگا جو کہ صریح کفر ہی۔ اس طرح امام حسین کا کفر بھی ثابت ہوگیا کوئی خیال نکرے کہ امام حسین پر مذہب شیعہ کی رو سے صرف کفر ہی کا الزام عائد ہوتا ہی نہین بلکہ اُنکی والدہ اور بھائی اور باپ اور نانا کی طرح خود ان پر بھی قتل حسین یعنے خودکشی کا الزام عائد ہوتا ہی کیونکہ بحکم التقیۃ دینی ودین آبائی۔ اور لا ایمان لمن لا تقیۃ لہ (یعنے تقیہ میرا اور میرے باپ دادا کا دین ہی اور جو تقیہ نہین کرتا اسکا ایمان ہی نہین) امام حسین پر تقیہ فرض تھا مگر اُنھون نے تقیہ کو ترک کرکے اپنے کو ہلاکت مین ڈالا۔ اور اسطرح خودکشی کا ارتکاب کیا اسکے جواب مین

شیعون کے اصول پر حضرت علیؓ وامام حسنؓ قاتل امام حسین ہین

شیعون کا امام حسین پر کفر اور خودکشی کا الزام لگانا

مولوی سید محمد صاحب مجتہد نے تشیید المبانی مین فرمایا ہے قول و فعل ہر امام حجت ست اگر تقیہ نماید عین صواب و اگر ترک کند عین حکمت و بیان حکم الٰہی ست درباب آن امام ..... پس ہرگاہ بنابر اصول شیعہ امامیہ حکم ہر یکے از ائمہ معصومین علیحدہ مختوم باشد چگونہ جہاد جناب سید الشہدا منافی وجوب تقیہ و مخالف قوانین شرعیہ خواہد بود انتہی یعنے امام کا ہر قول اور ہر فعل اور ہر تقریر حجت ہے اگر وہ تقیہ کرے تو وہی ٹھیک ہے اور اگر تقیہ نکرے تو اسکے حق مین وہی خدا کا حکم اور وہی عین حکمت ہے پس جبکہ بنابر اصول شیعہ ہر امام کے لئے خدا کے یہان سے علیحدہ دستور العمل تھا تو امام حسین کا جہاد وجوب تقیہ کے منافی اور قواعد شرعیہ کے خلاف کیونکر ہوگا انتہی جناب مجتہد صاحب کے اس عاجزانہ جواب کو مولوی حیدر علی صاحب نے تو نہایت بسط و تفصیل کے ساتھ رد کیا ہے لیکن ہم ان جوابات کو چھوڑ کر جناب قبلہ سے صرف اتنا کہتے ہین کہ حضرت جس طرح اصول مذہب تشیع کی بنا پر امام کا ہر فعل اور ہر قول اور ہر تقریر مطابق حکم الٰہی ہے خواہ وہ کتنی ہی خلاف عقل و مخالف اصول دین اور دوسرے امامون کے احکام اور طرز عمل کے خلاف ہو اور اس بنا پر اہل سنت کو دیگر اصول ائمہ کی بنا پر امام حسینؑ کے طرز عمل پر مخالفت اصول دین کے اعتراض کا حق نہین یون ہی اہل سنت کا بھی تو اصول ہے کہ الصحابۃ کلہم عدول مومنون مخلصون للایمان محبون للّٰہ و رسولہ لاسیما الخلفاء الثلثۃ و امہات المومنین و باقی العشرۃ المبشرۃ ولا یجوز الاعتراض علیہم وان اخطاؤا فی اجتہادہم یعنے صحابہ سب کے سب عادل اور مومن اور مخلص الایمان اور محب خدا و رسول ہین بالخصوص خلفا ثلثہ اور امہات المومنین (ازواج رسول) و باقی عشرہ مبشرہ ان پر اعتراض جائز نہین گو ان سے بعض امور مین خطا اجتہادی واقع ہوئی ہو پھر آپ حضرات اہل سنت پر اعتراض کرتے وقت انکے اس اصول کو نظر انداز کیون کر دیتے ہین اور جبکہ آپ ہمارے اصول و عقیدہ کا لحاظ نہین رکھتے تو اگر ہم آپکے من گھڑت اصول کا لحاظ نہ رکھین تو کیا شکایت ہے نیز اگر کوئی شیخین کی نسبت یہی دعوے کرے کہ وہ معصوم ہین انکا ہر قول اور ہر فعل اور ہر تقریر حجت ہے اگر انھون نے حضرت علیؓ کو خلافت نہین دی تو بحکم الٰہی نہین دی اور حضرت فاطمہؓ کو فدک نہین دیا تو بحکم الٰہی ایسا کیا وغیرہ وغیرہ تو کیا آپ اپنے اعتراضات کو واپس لے لین گے ہرگز نہین پس جبکہ آپ اپنے مقابل کے دعوی عصمت شیخین کو نہ سنین گے تو آپکا مقابل آپکے دعوی عصمت حسینؑ کو کیونکر مانیگا اور ترک تقیہ کا اعتراض ان پر کیون نکریگا الغرض حضرات شیعہ کے اصول مخترعہ پر امام حسینؑ کی خودکشی بھی ثابت ہوگئی اور ثابت ہوگیا کہ تعزیہ داری اور مجالس عزا منعقد کرنا یہ سب انھین کوفیون کی تقلید ہے جنھون نے امام حسین کو گھر سے بلا کر شہید کر ڈالا اور اسکے بعد خود ہی رونا پیٹنا شروع کیا جس کا جواب بقیہ اہل بیت نے یہ دیا کہ جب تم ہی روتے ہو تو ہمکو قتل کس نے کیا ہے (جیسا کہ اسکی تفصیل عنقریب ہی آتی ہے) الحاصل جبکہ اصول شیعہ کی بنا پر نعوذ باللہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت فاطمہ اور حضرت علی اور امام حسنؑ کافر اور قاتل امام حسینؑ اور جناب امام حسینؑ

کافر و مرتکب خودکشی قرار پائے تو نبوت امامت عصمت تینون کا خاتمہ ہو گیا جب ان مدعیان حب اہل بیت منافقون کی نبوت و خاندان نبوت کے ساتھ دشمنی کا حال سن چکے تو اب ہم بعض دلائل انکے عداوت خاندان نبوی کے اور بیان کرتے ہین - سنئے کافی کلینی (جسکی حالت ہم پیشتر بیان کر چکے ہین) مین ہے عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی قول اللہ عز و جل فاما ان کان من اصحاب الیمین فسلام لک من اصحاب الیمین فقال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ لعلی علیہ السلام ہم شیعتک فسلم ولدک منہم ان یقتلوہم اھ یعنے امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضؓ سے آیت ان کان من اصحاب الیمین فسلام لک من اصحاب الیمین کی تفسیر مین فرمایا کہ اصحاب یمین سے مراد تمھارے شیعہ ہین پس تم اپنی اولاد کو اپنے شیعون سے بچائے رکھنا ایسا نہو کہ یہ انھین مار ڈالین - اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضرات شیعہ مار آستین تھے جو منافقانہ طور پر حضرت علی کے ساتھ تھے اور بظاہر دوستی کا دم بھرتے تھے مگر باطن مین اونکی جڑ کاٹتے تھے چنانچہ واقعات مذکورۂ بالا و نیز واقعات مندرجۂ ذیل سے اس امر کا عزید ثبوت ہوتا ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو انھون نے اسقدر دق اور پریشان کیا ہے کہ جناب امیر عاجز آ گئے ہین نمونہ کے طور پر مین نہج البلاغہ سے جو شیعون کی نہایت معتبر کتاب ہے جناب امیر کے ایک خطبہ کا کچھ حصہ نقل کرتا ہون اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہین کہ حضرت علی ان منافقین اور مدعیان حب اہل بیت کے ہاتھون کس قدر پریشان تھے - چنانچہ فرماتے ہین

واللہ یمیت القلب و یجلب الہم اجتماع ہولاء القوم علی باطلہم و تفرقکم عن حقکم فقبحا لکم و ترحا حین صرتم غرضا یرمی یغار علیکم ولا تغیرون و یعصی اللہ و ترضون فاذا امرتکم بالسیر الیہم فی ایام الصیف قلتم ہذہ حمارۃ القیظ - امہلنا ینسلخ عنا الحر و اذا امرتکم بالسیر الیہم فی الشتاء قلتم ہذہ صبارۃ القر امہلنا ینسلخ عنا البرد - کل ہذا فرارا من الحر و القر فانتم واللہ من السیف افر یا اشباہ الرجال ولا رجال حلوم الاطفال و عقول ربات الحجال لوددت انی لم ارکم ولم اعرفکم معرفۃ واللہ جرت ندما و اعقبت سدما قاتلکم اللہ لقد ملاتم قلبی قیحا و شحنتم صدری غیظا و جرعتمونی نغب التہمام انفاسا و افسدتم علی رائی بالعصیان و الخذلان حتی قالت قریش ان ابن ابی طالب رجل شجاع ولکن لا علم لہ بالحرب للہ ابوہم و ہل احد منہم اشد لہا مراسا و اقدم فیہا مقاما منی لقد نہضت فیہا و ما بلغت العشرین و ہا انا ذا قد ذرفت علی الستین ولکن لا رای لمن لا یطاع اھ یعنے واللہ یہ دیکھکر دل بجھ جاتا ہے اور نہایت ہی رنج ہوتا ہے کہ اہل شام باطل پر مجتمع ہین اور تم حق کو چھوڑ کر منتشر ہو گئے خدا تمھارا برا کرے اور تمھین غم نصیب ہو کہ تم تیرون کا نشانہ بن گئے تم پر حملہ کیا جاتا ہے اور تم حملہ نہین کرتے تم سے جنگ کی جاتی ہے اور تم جنگ نہین کرتے خدا کی نافرمانی ہو رہی ہے اور تم پسند کرتے ہو مین جب تمکو گرمی کے زمانہ مین اہل شام کی طرف کوچ کا حکم دیتا ہون تو یہ کہتے ہو کہ جناب سخت گرمی کا زمانہ ہے ذرا اور مہلت دیجئے کہ گرمی کا زمانہ نکل جاوے اور جبکہ مین تمھین جاڑے کے زمانہ مین انکی طرف کوچ کا

شیعون کی خاندان نبوت سے دشمنی کا مزید ثبوت

شیعون کا حضرت علی سے برا برتاؤ

حکم دیتا ہون تو تم کہتے ہو کہ کڑاکے کا جاڑا پڑ رہا ہی ذرا اور مہلت دیجئے کہ سردیان نکل جاوین جب گرمی اور سردی سے بھاگنے مین تمہاری یہ حالت ہی تو تم تلوار سے تو بدرجۂ اولی بھاگوگے (پس تم سے کیا امید ہو سکتی ہی) اے مرد صورت زنانو اور لڑکون اور عورتون کی عقل رکھنے والون کاش مین تمھین نہ دیکھتا اور نہ تمھین جانتا اس شناسائی کا نتیجہ یہ ہوا کہ مجھے (تمھارے بھروسہ امیر معاویہ رضہ کو اعلان جنگ دیکر) پشیمانی ہوئی اور رنج سہنا پڑا خدا تمھین غارت کرے تمنے میرے دل کو پیپ سے اور میرے سینہ کو غم و غصہ سے بھر دیا اور مجھے تمنے خوب غم کے گھونٹ پلائے اور تمنے میری نافرمانی کر کے اور میری مدد چھوڑ کر میری رائے و تدبیر کو خراب کر دیا یہانتک کہ قریش کہہ بیٹھے - کہ علی ابن ابی طالب بہادر ضرور ہے مگر فنون جنگ سے واقف نہین - کیا خوب! بھلا ان مین سے کوئی شخص مجھ سے زیادہ جنگ کی مشق کئے ہوے ہی اور مجھ سے پہلے کوئی میدان جنگ مین آیا ہی ہرگز نہین مین بیس برس کی عمر سے پیشتر سے میدان جنگ مین آیا ہون اور اب مین اس حالت مین تمہارے سامنے ہون کہ میری عمر ساٹھ سے تجاوز کر گئی ہی (پھر مین فنون جنگ سے ناواقف کیونکر ہو سکتا ہون) لیکن جس شخص کی کوئی بات ہی نہ مانے اوسکی عقل و تدبیر کیا کام دیسکتی ہی اور وہ اپنے فنون جنگ کیونکر دکھلا سکتا ہی اھ یہ برتاو تو ان کا حضرت علی کے ساتھ تھا جس سے انکی دشمنی روز روشن کی طرح عیان ہی - اب سنو کہ انھون نے امام حسن علیہ السلام

شیعون کا امام حسن کے ساتھ برتاو

کے ساتھ کیا کیا رجال کشی مین ہی وثب اہل عسکر الحسن علیہ السلام بالحسن فی شہر ربیع الاول فانتہبوا فسطاطہ واخذوا متاعہ وطعنہ ابن بشیر الاسدی فی خاصرتہ یعنے امام حسن کی فوج نے ماہ ربیع الاول مین امام حسن پر حملہ کیا اور انکا خیمہ لوٹ لیا اور انکا سارا سامان لے اوڑے اور ابن بشیر اسدی نے آپکی کوکھہ مین خنجر مارا - اور عین حق نامہ صفحہ ۳۱ مین ہی کہ آپکی فوج نے آپکی نسبت کہا کفر واللہ الرجل انتہی بلفظہ یعنے یہ شخص کافر ہو گیا + اور اسی مین ہی کہ انھون نے امام حسن کے نیچے سے مصلی کھینچ لیا اوس کے بعد عبد الرحمن ابن عبد اللہ ازدی نے چادر اتار لی اوسکے بعد جسوقت امام حسن گھوڑے پر سوار ہو کر مقام ساباط پہونچے ہین تو جراح بن سنان اسدی نے دوڑ کر لگام پکڑ لی اور ایک لفظ بیہودہ کہکر حضرت کی ران پر خنجر مارا جو کہ ہڈی تک پہونچ گیا انتہی بلفظہ اوسکے بعد لکھا ہی کہ رؤسائے قبائل کی ایک جماعت نے خفیہ طور پر امیر معاویہ رضہ کو لکھ بھیجا کہ گو ہم بظاہر حسن کے ساتھ ہین مگر باطن مین ہم آپ کے مطیع ہین آپ آجائیے ہم ذمہ کرتے ہین کہ ہم حسن کو گرفتار کر کے آپ کے حوالہ کر دین گے انتہی بلفظہ ان واقعات کے بعد کسی کو اس گروہ کے نفاق مین شبہ ہو سکتا ہی اور کوئی کہہ سکتا ہی کہ یہ سچے محب اہل بیت تھے حاشا و کلا - اب سنئے کہ امام حسین نے ساتھ انھون نے کیا سلوک کیا تفصیل اسکی یہ ہی

شیعون کا امام حسین کے ساتھ برتاو

کہ جب یہ لوگ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور امام حسن رضی اللہ عنہ کو خوب اچھی طرح ستا چکے اور انکی تذلیل و توہین کر کے خوب اپنے دل کے پھپھولے پھوڑ چکے تو انھون نے سوچا کہ امام حسین کیون بچے رہین

آخر یہ بھی تو اسی گھرانے کے ہین جس نے ہمارا ملک چھینا - عزت چھینی - ہمکو قتل و غارت کیا ان سے بھی انتقام لینا چاہیے اس بنا پر اولاً انھون نے امام حسینؑ کو امام حسنؑ کی حیات مین جبکہ وہ خلافت سے استعفا دے چکے تھے امیر معاویہؓ کے خلاف ابھارنا چاہا مگر امام حسینؑ نے نہ مانا اوسکے بعد جب امام حسنؑ کا انتقال ہوگیا تو پھر کوشش کی کہ ان کو امیر معاویہؓ کے ساتھ لڑا دیا جاوے مگر امام حسین نے اسوقت بھی ٹال دیا جب یزید برسر حکومت ہوا تو ان ظالمون نے پھر انکو خطوط لکھے اور بہت کچھ اپنی دوستی کا اطمینان دلایا اور اسطرح انکو اور انکے رفقا کو عبید اللہ بن زیاد کے پنجے مین پھنسا کر شہید کرا دیا اور خود الگ ہوگئے ہمارے اس بیان کی تصدیق آپکو سید مرتضی علم الہدی کی اس تقریر سے ہوگی جو انھون نے اپنی کتاب تنزیہ الانبیا مین کی ہے جسکو سید محمد مجتہد صاحب نے تشئید المبانی مین نقل کرکے وہ آتشنہ کر دیا ہے تقریر مذکور یہ ہے سیدنا ابو عبد اللہ صلوۃ اللہ علیہ لم یسر الی الکوفۃ الا بعد توثق من القوم وعقود وعہود وبعد ان کاتبوہ طائعین غیر مکرہین و مبتدئین غیر مجیبین وقد کانت المکاتبۃ من وجوہ اہل الکوفۃ واشرافہا ... تقدمت الیہ فی ایام معاویۃ و بعد الصلح الواقع بینہ وبین الحسن علیہ السلام فدفعہم فی الجواب ما وجب ثم کاتبوہ بعد وفاۃ الحسن ومعاویۃ باق فوعدہم ومناہم وکانت ایام معاویۃ صعبۃ لا یطمع فی مثلہا فلما مضی معاویۃ و اعادوا المکاتبۃ و بذلوا الطاعۃ وکرروا الطلب والرغبۃ ورای من قوتہم علی من کان منہم فی الحال من قبل یزید وتسلطہم علیہ وضعفہ عنہم ما قوی فی ظنہ ان المسیر ہو الواجب فقد تعین علیہ ما فعلہ من الاجتہاد والتسبب ولم یکن فی حسبانہ ان القوم یغدر بعضہم ویضعف اہل الحق عن نصرتہ ویتفق من الامور الغریبۃ یعنے جناب امام حسین جانب کوفہ اسی وقت روانہ ہوے جبکہ انھون نے خوب مضبوطی کر لی تھی اور اہل کوفہ سے عہد و معاہدہ لے لئے تھے - اور وہ اسی وقت روانہ ہوئے تھے جبکہ انھون نے بخوشی بلا جبر واکراہ اور خود اپنی طرف سے نہ کہ امام حسینؑ کی درخواست پر انکو طلبی کے خطوط لکھے تھے بحالیکہ سرداران اہل کوفہ امام حسنؑ کے حیات مین بعد صلح کے واقعہ کے امام سے خط و کتابت (دربارہ مخالفت معاویہ) کر چکے تھے اور امام حسینؑ نے اسوقت انکو مناسب جواب دیکر ٹالدیا تھا اوسکے بعد انھون نے امام حسنؑ کی وفات کے بعد معاویہ کی حیات مین دوبارہ اس معاملہ مین خط و کتابت کی تھی جسکے جواب مین امام حسینؑ اون سے وعدہ کر چکے تھے اور انکو امیدوار کر چکے تھے مگر اسوقت معاویہؓ کی مخالفت اس لئے نہین کی تھی کہ وہ بہت سخت زمانہ تھا اس مین کامیابی کی امید نہ ہوسکتی تھی - اوس کے بعد جب امیر معاویہؓ کا انتقال ہوگیا اور انھون نے پھر جنگ کے لئے خطوط لکھے اور آپ کی اطاعت قبول کی اور بار بار طلبی اور اپنی خواہش کا اظہار کیا اور امام صاحب نے ان لوگون کی یہ حالت دیکھی کہ وہ اس گورنر سے زبردست ہین جو یزید کی جانب سے کوفہ مین موجود تھا اور دیکھا کہ ہم اسپر حملہ آور ہوسکتے ہین اور وہ ہمارے مقابلہ کی تاب نہین لا سکتا جس سے آپ کو ظن غالب ہوگیا کہ اسوقت چلنا ضروری ہے تو اسوقت ان پر اوس کام کا کرنا لازم ہوگیا جو آپنے کیا

اور امام کے گمان مین یہ امر نہ تھا کہ کچھ لوگ بے وفائی کرین گے اور اہل حق انکی امانت نہ کر سکین گے اور عجیب عجیب واقعے پیش آئین گے الغرض اس بیان سے آپکو معلوم ہو گیا ہوگا کہ درحقیقت قاتلِ امام حسینؑ یہ منافقین تھے جنھون نے اپنے پرانے کینے نکالنے کے لئے امام حسینؑ کو دھوکہ دیکر عبید اللہ بن زیاد کے پنجے مین پھنسا دیا اور یہ امر کچھ مین ہی نہین کہتا بلکہ اہل بیتِ امام حسینؑ کا یہی فتوے ہے چنانچہ بحار الانوار جلد عاشر اور تحفۂ حنفیہ سے معلوم ہوتا ہے (کما نقلہ صاحب ازالۃ الغین) کہ جب اہل بیت حسینؑ نے دیکھا کہ اہل کوفہ روتے پیٹتے ہین تو انھون نے کہا کہ جب یہ روتے ہین تو ہمکو قتل کس نے کیا ہے انتہی بھلا آپ یہ خیال نہ کرین کہ اس واقعہ سے انکے دلون کی آگ بجھ گئی ہوگی اور انکی دشمنی خاندان نبوت کے ساتھ ختم ہو گئی ہوگی ہرگز نہین بلکہ جہان تک ان سے ہو سکا انھون نے خاندان نبوی کو جانی مالی نقصان پہونچانے یا انکی آبروریزی کرنے مین کوتاہی نہین کی چنانچہ ان دشمنان خاندان نبوت نے حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ پر جو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور بجائے آپ کے والد ماجد کے تھے نعوذ باللہ ولد الزنا ہونیکا الزام لگایا اور آپکے جد امجد عبد المطلب کو زانی قرار دیا چنانچہ کافی کلینی جس سے معتبر شیعون کے مذہب مین کوئی کتاب نہین ہے اوس کے کتاب الروضہ صفحہ ۱۲۱ پر لکھا ہے - توفی مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لم یخلف وارثا فخاصم فیہ ولد العباس ابا عبد اللہ علیہ السلام وکان ہشام بن عبد الملک قد حج فی تلک السنۃ فجلس لھم فقال داؤد بن علی ان ابا کان قاتل معاویۃ فقال ان کان ابی قاتل معاویۃ فقد کان حظ ابیک فیہ الاوفر ثم فر بجنایتہ وقال لاطوقنک غدا طوق الحمامۃ فقال لہ داؤد بن علی کلامک ہذا اھون علی من بعرۃ فی وادی الازرق فقال اما انہ واد لیس لک ولا لابیک فیہ حق قال فقال ہشام اذا کان غدا جلست لکم فلما ان کان من الغد خرج ابو عبد اللہ علیہ السلام معہ کتاب فی کرباسۃ وجلس لھم ہشام فوضع ابو عبد اللہ علیہ السلام الکتاب بین یدیہ فلما ان قراہ قال ادعوا الی جندل الخزاعی وعکاشۃ الضمیری وکانا شیخین قد ادرکا الجاہلیۃ فرمی بالکتاب الیھما فقال اتعرفان ہذہ الخطوط قال نعم ہذا خط العاص بن امیۃ وہذا خط فلان وفلان لفلان من قریش وہذا خط حرب بن امیہ فقال ہشام یا ابا عبد اللہ ارے خطوط اجدادی عندکم فقال نعم قال قد قضیت بالولاء لک قال فخرج وہو یقول ان عادت العقرب عدنا لھا وکانت النعل لھا حاضرۃ قال فقال ما ہذا الکتاب جعلت فداک قال فان نثیلۃ کانت امۃ لام الزبیر وابی طالب وعبد اللہ فاخذہا عبد المطلب فاولدہا فلانا فقال لہ الزبیر ہذہ الجاریۃ ورثناہا من امنا وابنک ہذا عبد لنا فتحمل علیہ ببطون قریش قال فقال قد اجبتک علی خلۃ علی ان لا یتصدر ابنک ہذا فی مجلس ولا یضرب معنا بسہم فکتب علیہ کتابا واشہد علیہ فہو ہذا الکتاب انتہی یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک (بواسطہ یا بلا واسطہ) آزاد کئے ہوے غلام کا انتقال ہوا اسنے کوئی وارث نہ چھوڑا تھا اسلئے اسکے میراث کے بارہ مین حضرت عباس کی اولاد اور امام جعفر صادق کے درمیان جھگڑا ہوا خلیفۂ وقت ہشام بن عبد الملک بن مروان اموی

اس سال حج کے لئے آیا ہوا تھا اوسکی عدالت مین یہ مقدمہ پیش ہوا اور وہ انکے مقدمہ کے فیصلہ کے لئے کرسی عدالت پر بیٹھا - داؤد بن علی (بن عبد اللہ بن عباس جو حضرت عبد اللہ بن عباس کے پوتے اور حضرت عباس کے پرپوتے تھے انھون) نے کہا کہ میراث ہمکو ملنی چاہئے اور امام جعفر صادق نے کہا کہ میراث مجھکو ملنی چاہئے اوسکے بعد داؤد بن علی نے ہشام بن عبد الملک (خلیفۂ بنی امیہ کو امام جعفر صادق سے برگشتہ کرنیکے لئے) کہا کہ تمھارے دادا (علیؓ) امیر معاویہؓ سے لڑے تھے - اس پر امام جعفر صادق نے کہا کہ اگر میرے دادا لڑے تھے تو تمھارے دادا (عبد اللہ بن عباس) نے اس جنگ مین میرے دادا سے زیادہ حصہ لیا تھا اسکے بعد امام صاحب نے ان وجوہ[ع۱] کو بیان کیا جن سے عبد اللہ بن عباس کا حضرت علیؓ سے زیادہ جنگ صفین مین حصہ لینا ثابت ہوتا ہے اور یہ فرمایا کہ کل کو مین قمری کا ساطوق تیری گردن مین ڈالونگا - اسپر داؤد بن علی نے کہا کہ آپ کی یہ بات میرے نزدیک اتنی بھی وقعت نہین رکھتی جتنی وادی ازرق کی مینگنی - اسپر امام نے فرمایا کہ اس وادی مین نہ تیرا حق ہے نہ تیرے باپ کا جب داؤد بن علی اور امام جعفر کے درمیان یہ گفتگو ہو چکی تو ہشام نے مقدمہ کو ملتوی کر دیا اور کہا کہ اچھا ہم کل اسکا فیصلہ کرینگے جب کل ہوئی تو امام صاحب ایک دستاویز لیکر آئے جو ایک کپڑے مین لپٹی ہوئی تھی اور اس دستاویز کو ہشام بن عبد الملک کے سامنے رکھدیا - پس جب ہشام اُس کو پڑھ چکا تو حکم دیا کہ جندل خزاعی اور عکاشہ ضمیری کو حاضر عدالت کیا جاوے یہ دونون شخص بڑی عمر کے اور جاہلیت کا زمانہ دیکھے ہوئے تھے جب وہ حاضر ہوئے تو ہشام نے وہ دستاویز انکے سامنے ڈالدی اور کہا کہ کیا تم ان دستخطون کو پہچانتے ہو انھون نے کہا ہان یہ دستخط عاص بن امیہ کے ہین اور یہ دستخط فلان اور فلان کے ہین فلان قرشی کے حق مین اور یہ نوشتہ حرب بن امیہ کا ہے اسپر ہشام بن عبد الملک متعجب ہوکر کہا کہ میرے اجداد کی تحریرین تمھارے یہان بھی ہین تو امام نے کہا کہ جی ہان اسپر ہشام نے امام صاحب کو ڈگری دیدی راوی کہتا ہے کہ امام صاحب یہ کہتے ہوئے تشریف لے گئے کہ اگر اس بچھو نے پھر ڈنک مارا تو ہم پھر ایسی[ع۲] ہی کارروائی کرینگے اور اسکی سرکوبی کے لئے جوتا تیار ہے راوی کہتے ہین کہ (غالباً کسی شیعی نے) کہا کہ مین آپ پر قربان یہ دستاویز کیسی ہے اسپر امام نے فرمایا کہ نثیلہ زبیر اور ابو طالب اور عبد اللہ پسران عبد المطلب کی

ع۱ راوی نے وہ وجوہ بیان نہین کین جن سے معلوم ہوتا کہ جنگ صفین مین حضرت عبد اللہ بن عباس نے جناب امیر سے بڑھکر کارنامے کئے - مگر اتنا ضرور معلوم ہو گیا کہ اس جہاد مین عبد اللہ بن عباس حضرت علیؓ سے بڑھکر تھے ... شیعون کی وہ کارروائیان سب جائز ہین جو وہ خلافت کو حضرت علیؓ کا حق ثابت کرنیکے لئے کیا کرتے ہین

ع۲ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب کے پاس عباس ابن عبد المطلب کے خاندان کی نا قابل اظہار برائیون کا بہت سا ذخیرہ تھا - جن سے انھون نے خاص خاص اوقات ... نعوذ باللہ منہ ۱۲ منہ

اور فلان ابن وہ کیا اس کے ... وہ بھی امارت کے مستحق ہین ... ۱۲ منہ ... فلان جہاد مین یہی کیا (حضرت علیؓ)

مان کی لونڈی تھی عبد المطلب نے اسے پکڑ لیا اور اس سے جماع کیا۔ جس سے عباس پیدا ہوئے۔ اسکے بعد زبیر نے کہا یہ لونڈی ہماری ہے جو ہمکو اپنی مان سے میراث مین ملی ہے اور یہ تیرا بیٹا (عباس) ہمارا غلام ہے اسپر عبد المطلب نے زبیر پر قریش کا دباؤ ڈالا (تاکہ وہ اپنے دعوے سے دست بردار ہو جائے) اسپر زبیر نے کہا کہ اچھا مجھے ایک شرط سے منظور ہے وہ یہ کہ تیرا یہ بیٹا کسی مجلس مین صدر نہ بنے اور نہ میراث مین ہمارا حصہ دار بنے۔ عبد المطلب نے اس شرط کو منظور کر لیا اور ایک دستاویز لکھدی۔ اور گواہی کروادی پس یہ وہ دستاویز ہے اسی واقعہ کو تیرھوین امام یعنے ملا باقر مجلسی نے حیات القلوب مین روایت کیا ہے اور اسکی سند کو معتبر کہا ہے (کما فی الآیات البینات) مگر فرق اتنا ہے کہ ہمارے نسخہ کلینی مین کنیز مادر زبیر کا نام تیلہ مروی ہے اور حیات القلوب مین نفیلہ یا نفیلہ غالبا منشا اس اختلاف کا کاتبون کی غلطی ہے واللہ اعلم اس روایت سے معلوم ہوا کہ نعوذ باللہ حضرت عبد المطلب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد زانی اور حضرت عباس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ولد الزنا تھے نیز ان حضرات نے جگر گوشہ رسول ام کلثوم پر زنا کی تہمت لگائی اور انکے صاحبزادے زید بن عمر بن الخطاب کو ولد الزنا قرار دیا اور نعوذ باللہ جناب امیر و حضرت حسنین اور دیگر بنی ہاشم کو بے غیرت اور بے حمیت ٹھرایا تفصیل اسکی یہ ہے کہ ام کلثوم بنت فاطمہ رض کی شادی حضرت عمر رض سے ہوئی تھی اور اون سے ایک بچہ زید نام پیدا ہوا تھا جیسا کہ کتاب تہذیب سے معلوم ہوتا ہے جو کہ مذہب شیعہ کی ایک نہایت معتبر کتاب ہے عبارت اسکی یہ ہے ماتت ام کلثوم بنت علی علیہ السلام و ابنها زید بن عمر بن الخطاب فی ساعة واحدة یعنے حضرت علی کی صاحبزادی ام کلثوم اور انکے بیٹے زید بن عمر بن الخطاب کا ایک وقت مین انتقال ہوا اھ (منقول از آیات بینات) اس واقعہ کو ان حضرات نے زنا بالجبر قرار دیا چنانچہ کافی کلینی مین ہے عن زرارة عن ابی عبد اللہ فی تزویج ام کلثوم فقال ان ذلک فرج غصبناه یعنے زرارہ امام جعفر صادق سے ام کلثوم کی شادی کے متعلق روایت کرتے ہین اور کہتے ہین کہ امام نے اسکے متعلق فرمایا ہے کہ ہماری اس شرمگاہ مین زبردستی تصرف کیا گیا ہے اھ اس روایت سے جو نتائج ہمنے بیان کئے ہین یعنے ام کلثوم پر زنا کی تہمت وغیرہ صراحۃً ثابت ہین پس جسوقت حضرات شیعہ پر یہ اعتراضات وارد ہوئے تو متاخرین شیعہ نے اپنے ظاہری دعوی حب اہل بیت کو قائم رکھنے کیلئے اور ان منافقین یہود کی عداوت اہل بیت پر پردہ ڈالنے کے لئے بہت کچھ ہاتھ پاؤن مارے۔ کبھی کہا کہ یہ زنا بالجبر نہ تھا بلکہ نکاح بالجبر تھا۔ کبھی اس واقعہ ہی سے انکار کیا۔ کبھی کہا کہ حضرت علی رض نے ایک جنیہ کو ام کلثوم کی شکل بنا کر حضرت عمر رض کے پاس بھیجدیا تھا غرض جو کچھ جی مین آیا کہا مگر انکے اصول پر یہ الزامات دفع نہ ہو سکے جس کسی کو اس مبحث کو تفصیل کے ساتھ دیکھنا ہو وہ آیات بینات اور ازالۃ الغین ملاحظہ

مطالعہ کرے الغرض میرے قلم مین طاقت نہین ہو کہ مین ان عداوتون کی پوری تفصیل کرسکون جو اس یہودی جماعت نے
خاندان نبوت کے ساتھ کی ہین - اس لئے مین اس بحث کو ختم کرتا ہون اور بادنے تصرف مولانا رومی کی
زبان سے کہتا ہون نظم ہر کہ باشد از زنا و زانیان + این بر دظن در حق ربانیان + ہر کہ برگرد سرش از چرخہا-
ہمچو خود گردندہ بیند خانہ را + انچہ گفت آن شیعیان بو الفضول + حال شان بُد دور ز ابائے رسول + با شریفان
انچہ کردند از کجی + کے کند با آل یسین خارجی + تا چہ کین دارند دائم دیو و غول + چون یزید و شمر با آل رسول-
آب مین یہ دکھلاتا ہون کہ صحابہ کے ساتھ انھون نے کیا کیا اسکی پوری تفصیل تو کس کی مجال ہے کہ کرسکے
مگر نمونہ کے طور پر کچھ بیان کرتا ہون اور کہتا ہون کہ صحابیت کا خاتمہ یون کیا - کہ کہا ارتد الناس الا ثلثہ
نفر سلمان وابوذر والمقداد وان اردت الذی لم یشک ولم یدخلہ شئی فالمقداد انتہی بملخص مافی الکشی
صفحہ ۴ یعنے سب لوگ دین سے پھر گئے بجز تین شخصون یعنے سلمان اور مقداد اور ابوذر کے ان تین مین
سے بھی دو شخص حق سے کسی قدر ہٹ گئے اگر تم ایسا شخص چاہتے ہو جسے کچھ شک نہین ہوا اور جسنے
کچھ گڑبڑ نہین کی وہ فقط مقداد ہو - اس روایت نے صحابہ مین سے اول صرف تین شخصون کو بچایا سب کو
کافر قرار دیا - ان تین مین سے دوبارہ انتخاب کیا - تو صرف ایک شخص کو بچایا اور دو کو معیوب کر دیا -
لیکن دوسری روایت نے انکا بھی خاتمہ کر دیا - کیونکہ جنگ احد مین حسب روایت روضۂ کافی سب لوگ
بھاگ گئے تھے اور صرف حضرت علی اور ابودجانہ رہ گئے تھے پس ضرور ہو کہ مقداد بھی بھاگے ہون اور جبکہ
مقداد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگ گئے تو یہ ان کا ایک ایسا جرم ہو جسکو اگر خدا بھی
معاف کرے تو اصول شیعہ کی بنا دیر معاف نہین ہو سکتا - کیونکہ جن صحابہ سے لغزش ہو گئی تھی حق سبحانہ نے انکا
قصور معاف کر دیا ہو اور فرمایا انما استزلہم الشیطان ببعض ماکسبوا ولقد عفا اللہ عنہم (یعنی جنگ احد مین
جن لوگون سے لغزش ہو گئی اونکو شیطان نے ان کی بعض غلطیون کے سبب پھسلا دیا تھا - اور خدا نے
ان کا یہ تصور معاف کر دیا اھ) مگر شیعہ اسے معاف نہین کرتے اور مطاعن صحابہ مین آجتک اسکا تذکرہ کئے جاتے ہین
پس جبکہ صحابیت کا بھی خاتمہ ہو گیا تو اب قرآن کی بار آئی - قرآن کا یون خاتمہ کیا کہ کہا یہ قرآن محرف ہو اور اصل
قرآن امام غائب کے پاس ہو - اب رہی یہ بات کہ اسمین کس نے تحریف کی ہو اس مین علمائے شیعہ نے چند
احتمال نکالے ہین - یہ بھی کہا ہو کہ صحابہ نے کی ہو اور یہ بھی کہ ممکن ہو خدا اور رسول دونون نے ملکر کی ہو
چنانچہ مولوی دلدار علی صاحب نے عماد الاسلام مین اسکے متعلق ایک مضمون لکھا ہو جسکو مولوی حیدر علی صاحب نے
ازالۃ الغین مین نقل فرمایا ہو ہم اسکا ضروری انتخاب ہدیہ ناظرین کرتے ہین جناب قبلہ و کعبہ ارشاد فرماتے ہین
بعد الثنیا والتی مقتضی تلک الاخبار ان التحریف فی الجملۃ فی ہذا القرآن بین ایدینا بحسب زیادۃ بعض
الحروف ونقصانہ بل بحسب الالفاظ وبحسب الترکیب فی بعض المواضع قد وقع بحیث لاشک فیہ مع تسلیم

تلک الاخبار نعم لامجال لعقولنا فی ہذا الزمان تحصیل الجزم باحد الوجوہ المحتملۃ عند العقل لکیفیۃ وقوع ماتلک
التحریفات بعینہ فان الاحتمالات فیہا کثیرۃ منہا ...... ومنہا انہ معلوم من حال النبی کما لایخفی علی المتفحص الذکی ذی
الحدس الصائب انہ مع رغبتہ علی تخلیفہ علیا کان فی غایۃ التقیۃ من قومہ والہذا عندی دلائل وامارات لایسع المقام ذکرہا
فیحتمل عند العقل ان النبی حفظا لبیضۃ الاسلام الظاہری اودع القرآن النازل المشتمل علی نصوص اسماء الائمۃ
واسماء المنافقین مثلاً عند محارم اسرارہ کعلی بامر اللہ لئلا یرتد القوم باسرہم کما علم من حالہم عدم احتمال ذلک
واظہر لہم بقدر ما علم المصلحۃ فی اظہارہ ولما کانوا ہم الباعثون للنبی علی ذلک کان الاسناد الیہم فی محلہ انتہی ملخصہ

یعنے وہ روایات جنکو ہمنے پیشتر نقل کیا ہے ان کا مقتضے یہ ہے کہ اس قرآن مین جو ہمارے ہاتھوں مین ہے فی الجملہ تحریف واقع ہوئی ہے یون بھی کہ اس مین حروف بلکہ بعض مقامات مین الفاظ بھی گھٹائے بڑھائے گئے ہین۔ اور یون بھی کہ بعض مقامات مین ترکیب بدلی گئی ہے اور یہ ایسی بات ہے جس مین ان احادیث کو تسلیم کرتے ہوئے شک نہین ہو سکتا ہے ہان مگر اتنی بات ضرور ہے کہ اس تحریف کے اندر جو عقلاً بہت سے احتمال ہین ان مین سے ہماری عقل اس زمانہ مین کسی ایک کو خاص طور پر بالیقین متعین نہین کر سکتی کیونکہ احتمالات بہت سے ہین منجملہ ان کے ایک یہ ہے ...... اور منجملہ انکے ایک یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ الہ وسلم کی حالت جیسا کہ ماہر احادیث ذہین اور صاحب فہم سلیم پر مخفی نہین ہے یہ تھی کہ وہ باوجودیکہ حضرت علیؑ کو خلیفہ بنا نیکے خواہشمند تھے اپنی قوم سے نہایت تقیہ کرتے تھے میرے پاس اس دعوی کے بہت سے دلائل و شواہد ہین جنکے ذکر کی اس مقام مین گنجائش نہین پس عقلاً یہ بھی احتمال ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیضۂ اسلام ظاہری کے حفاظت کے لئے اس قرآن کو جس مین اماموں اور منافقون کے نام کی تصریحات تھین علی جیسے رازدارون کے پاس خدا کے حکم سے محفوظ کر دیا ہو تاکہ تمام لوگ اسلام ظاہری سے نہ پھر جاوین کیونکہ وہ انکی حالت سے جانتے تھے کہ یہ لوگ ان تصریحات کا تحمل نہین کر سکتے اور انکے لئے اس قدر قرآن ظاہر کیا ہو جسکے اظہار مین وہ مصلحت سمجھتے تھے اور چونکہ اس تحریف کے باعث (جو کہ خدا ور رسول نے ملکر کی ہے) صحابہ تھے اس لئے تحریف کو انکی طرف نسبت کرنا بجا ہے اھ

صاحبو یہ ہے مذہب تشیع کی اصلی صورت اور یہ ہین امامت کے وہ اسرار جنکو ائمہ یا نائبین ائمہ یا رسولون اور ملائکہ مقربین کے سوا کوئی نہین سمجھ سکتا۔ آپ حضرات کے سامنے جو تشیع کی صورت پیش کیجاتی ہے وہ اصلی دین مین تحریف کرکے آپ لوگون کے حوصلہ کے موافق پیش کی جاتی ہے تاکہ آپ مذہب تشیع کی اصلی صورت دیکھکر ڈر نہ جائین جسطرح کہ رسول اور خدا نے صحابہ سے اصلی قرآن کو چھپایا تھا۔ اور اسمین قطع وبرید اور تغیر و تبدل کرکے ان کے سامنے پیش کیا تھا لاحول ولا قوۃ۔ الحاصل ان تمام باتون سے ایک منصف کو پورا یقین ہو جاتا ہے کہ یہ فرقہ جو اپنے کو محب اہل بیت کہتا ہے اور مسلمانون کو دشمن اہل بیت ٹھیراتا ہے ہرگز اسلامی فرقہ نہین ہے بلکہ یہ ایک یہودیون کی جماعت ہے جو تخریب اسلام کے لئے اپنے کو مسلمان کہتے ہین جسطرح ان کے مورث بظاہر نشہد انک لرسول اللہ کہتے تھے اور خفیہ طور پر

سے مخالفت کے منصوبے گانٹھتے تھے یہ فرقہ ہمیشہ عداوت اسلام واہل اسلام مین سرگرم رہا اور نفاق کی آڑ مین تخریب اسلام کی تدبیرین کرتا رہا اور جسقدر بعد خیر القرون کو ہوتا گیا اور عالم مین شر اور فساد پھیلتا گیا اسی قدر اسکو عروج ہوتا گیا چنانچہ آج آپ لوگ اس ذریت ابن سبا کو اس حالت مین دیکھ رہے ہین جو آپ کے سامنے ہے اور چونکہ یہ لوگ دفتاً فوقتاً بلکہ ہمیشہ اسی فکر مین رہتے ہین کہ جسطرح بھی ممکن ہو ہیچ اسلام کو شکست دیجائے اس لئے انکی پوری قوت خاص سنیون کے مقابلہ مین ختم ہوتی ہے چنانچہ جسقدر رد کی کتابین ان کے علماء نے لکھی ہین ان کا بہت بڑا حصہ سنیون کے مقابلہ مین ہے اور دوسرے فرقون کے مقابلہ مین اگر انھون نے کچھ کتابین لکھی بھی ہین تو انکو سنیون کے رد کی کتابون سے وہ نسبت ہے جو قطرہ کو دریا سے اور جسقدر انھون نے جاہل سنیون کو اپنے جال مین پھانسا ہے اتنا کیا اسکا ہزاروان حصہ بھی کسی اور فرقہ کو نہین پھانسا اور جسقدر انکی مجلسون مین انکی عبادتون مین انکی کتابون مین انکے منبرون پر حضرات صحابہ رض اور ازواج رسول پر تبرا ہوتا ہے۔ اسکا کروڑوان حصہ بھی ابوجہل اور ابولہب وغیرہ پر نہین ہوتا۔ اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہین کہ یہ فرقہ کس قدر مسلمانون کا دشمن ہے اور کس قدر تخریب اسلام کے درپے ہے اس فرقہ کا ہر شخص جاہل ہو یا عالم عورت ہو یا مرد بوڑھا ہو یا جوان یا بچہ دین ابن سبا کی سعی مین سرگرم ہے اور جسطرح بھی ممکن ہوتا ہے مسلمانون کو انکے مذہب سے برگشتہ کرنے مین کوشش کرتا ہے آریون وغیرہ کی کوششین انکی کوششون کے مقابلہ مین گرد ہین

اور جسقدر لوگ انکے دھوکے مین آتے ہین کسی دوسرے فرقہ کے دھوکے مین نہین آتے اسکی وجوہ متعدد ہین ایک تو یہ ہے کہ مسلمانون نے اس فرقہ کو مسلمان سمجھ رکھا ہے حالانکہ یہ لوگ بالکل منافق اور دشمن اسلام ہین اور قاعدہ ہے کہ آدمی دوست سے بہت جلد دھوکا کھاتا ہے دوسرے عام مسلمان نہ اپنے مذہب سے واقف ہین اور نہ ان کے مذہب سے برخلاف ان منافقون کے کہ یہ بقدر ضرورت قریب قریب اپنے مذہب سے بھی واقف ہوتے ہین اور سنیون کے مذہب سے بھی پس وہ اپنے مذہب کے عیوب کو چھپاتے ہین اور بظاہر خوشنما اوصاف کو ظاہر کرتے ہین اور سنیون کے مذہب کے اوصاف کو چھپاتے ہین اور اس کی ان خرابیون کو ظاہر کرتے ہین جو انکے تقیہ اور دھوکہ بازی کے سبب اسمین داخل ہو گئے ہین یا اوس کی واقعی خوبیون کو برائی ظاہر کرتے ہین اور چونکہ قاعدہ ہے کہ ایک غیر مسلح شخص جب کسی مسلح سے لڑتا ہے مغلوب ہوتا ہے اس لئے وہ مغلوب ہو جاتے اور ان کے رنگ مین رنگ جاتے ہین تیسری وجہ یہ ہے کہ ان کے مذہب مین تقیہ ہے اس لئے وہ بہ مصلحت وقت اپنے کو اپنے شکار کا ہم مذاق بنا کر اسکو دام مین لاتے ہین اور ان کی تعلیم اسقدر تدریجی ہوتی ہے کہ انکے شکار کو خود بھی پتہ نہین چلتا کہ مجھ مین کیا تغیر ہو رہا ہے۔ چوتھی وجہ یہ ہے کہ اس فرقہ کے ہوشیار ممبرون نے سنی بنکر ہمارے کتب تواریخ اور کتب حدیث وغیرہ مین وہ جھوٹی اور جعلی روایتین درج کرادی ہین جن سے وہ ناواقفون کو دھوکا دے لیتے ہین اور ان سے کہتے ہین کہ دیکھو تمہارے یہان کی حدیثون اور تواریخ وغیرہ سے یہ مدعا ثابت ہوتا ہے بڑے اسباب مسلمانون کی گمراہی کے یہ ہین پس اہل علم کا فرض ہے

اہل سنت شیعون کے دھوکے مین کیون آجاتے ہین

کہ وہ ان کے مذہب سے پوری واقفیت حاصل کرین اور انکے عقائد خیالات طرز استدلال اور انکی مذہبی کمزوریون اور مکرون پر اطلاع حاصل کرین اور عوام کو ان سے مطلع کرین اور انکو سمجھا مین کہ یہ فرقہ تمام کفار سے زیادہ قابل نفرت ہے کیونکہ گو وہ بھی مخالف اسلام ہین مگر انکی مخالفت ظاہر ہے اس لیئے ہمین ان سے اتنا خطرہ نہین ہو جتنا اس دوست نما دشمن اسلام فرقہ سے ہے اور دوسرا کام انکا یہ ہے کہ وہ جہانتک ممکن ہو ان حدیثون اور روایتون کو ایک جگہ جمع کرین جو اس پارٹی نے اپنے مذہب کی تائید مین بنا کر اہل سنت کی کتابون مین داخل کرا دی ہین اور اسکو شائع کرائین نیز جہانتک ممکن ہو اپنے اور شیعون کی کتب رجال سے ان مصنفون اور راویون کے نام ایک جگہ جمع کرین جو متہم بالتشیع یا متہم بالرفض یا معروف بالوضع (یعنے حدیثین گھڑنے مین مشہور) ہین جنکا نام ہماری حدیثون یا تاریخون مین آتا ہے اور عوام تو عوام خود ہمارے اکثر علما بھی بوجہ مذہب تشیع سے ناواقفیت اور کتب شیعہ پر عبور نہونے کے ان سے کم واقف ہین کیونکہ شیعون کا یہ بھی ایک قاعدہ ہے کہ وہ ایک رافضی مصنف کو سنی بتا کر اسکی کتاب سے سنیون کے مقابلہ مین احتجاج کرتے ہین اور سنی ان کے اس دھوکے مین آجاتے ہین مثال کے طور پر مین ایک نظیر اسکی پیش کرتا ہون تاکہ ہمارے علما کو عبرت ہو مسعودی صاحب مروج الذہب رافضی ہے چنانچہ منتہی المقال مین اسکے ترجمہ مین لکھا ہے کہ لم اقف الی الآن علی من توقف فی تشیع ہذا الشیخ سوی ولد الاستاذ مد.... فانہ اصر علی الخلاف وادعی کونہ من اہل الخلاف ولعل الداعی لہ الی ذلک ما راے فی کتابہ مروج الذہب من ذکر خلافۃ الاولی والثانی والثالث ثم خلافۃ علی علیہ السلام ثم خلفاء بنی امیۃ وبنی العباس وذکر سیرہم وآثارہم وقصصہم واخبارہم علی طریق العامۃ ونحو تواریخہم من دون تعرض لذکر مساویہم وقبائحہم من غصبہم الخلافۃ وظلمہم اہل البیت وغیر ذلک وہذا لیس بشئے کما ہو غیر خفی علی الفطن الخبیر الخ یعنے مین نے ابتک کسی شخص کو نہین دیکھا جو اس شیخ کے شیعہ ہونے مین شبہ کرتا ہو سوائے ہمارے استاذ زادہ کے کیونکہ انھون نے مخالفت پر زور دیا ہے اور دعوی کیا ہے کہ یہ مخالفین شیعہ سے ہے اور شاید انکی اس مخالفت کی یہ وجہ ہے کہ انھون نے اسکی کتاب مروج الذہب مین یہ دیکھا کہ اُسنے خلافۃ اوّل وثانی وثالث کا ذکر کیا ہے پھر حضرت علیؑ کی خلافت کا اور پھر بنی امیہ وبنی عباس کے خلفا کا اور انکے حالات سنیون کے طرز پر اور اُنکی تواریخ کے مطابق لکھے ہین اور انکی برائیون کا کچھ تذکرہ نہین کیا نہ خلافت غصب کرنیکو ذکر کیا نہ اہل بیت پر ظلم کرنیکو لیکن یہ وجہ محض بیہودہ ہے جیسا کہ سمجھدار اور واقفکار شخص پر مخفی نہین اھ اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص باتفاق شیعہ رافضی تھا اور اسمین کسی کا خلاف نہین صرف ایک متاخر شخص محض اسکے اثنا عشری ہونے مین اختلاف کرتا ہے اور اسکی کوئی وجہ نہین بتلا سکتا یہ تو اسکی حالت ہے مگر روافض اوسکی عبارات سے سنیون کو الزام دیتے ہین اور کہتے ہین دیکھو ایک سنی یہ لکھ رہا ہے جو کہ صریح دھوکا ہے اس مقام پر ایک ضروری فائدہ پر متنبہ کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے وہ یہ کہ صاحب منتہی المقال نے اپنے اوستاد زادہ کے انکار اثنا عشریت مسعودی کی نسبت

یہ احتمال بھی ظاہر کیا ہی کہ شاید انکے انکار کی وجہ یہ ہو کہ مسعودی نے واقعات کو سنیون کے طرز پر بیان کیا ہی اور
تشیع کا رنگ نہین دکھلایا۔ اور اسکی یون تردید کی ہی کہ یہ وجہ محض پوچ ہی جیسا کہ سمجھدار اور واقفکار شخص پر
مخفی نہین ۔ یہ جملہ اتنا پر مبنی ہی کہ اسکا لطف وہی سمجھتا ہی جو ان لوگون کے طرز بیان اور انکی چالاکیون سے
واقف ہی ۔ شرح اسکی یہ ہی کہ تقیہ کرکے سنیون کو دھوکا دینا۔ اور سنی بن جانا اور سنی بنکر اپنی تصنیف کو سنی
کی تصنیف ظاہر کرنا تو رافضیون کے بائین ہاتھ کا کام ہی پس محض اتنی بات پر کہ اسنے اپنی تاریخ مین سنیون کا
رنگ اختیار کیا اوسے تشیع سے خارج کرنا سراسر کودن پن اور نادانی ہی کیونکہ اگر اس دروازہ کو کھولا گیا
تو کوئی بھی رافضی نہ رہیگا۔ کیونکہ ہر رافضی ضرورت کے وقت ایسا ہی کرتا ہی اس ضروری تمہید کے بعد
اب مین اصل مقصد کی طرف متوجہ ہوتا ہون اور کہتا ہون کہ بیان بالا سے یہ تو آپکو معلوم ہی ہو گیا
کہ ذریت ابن سبا اپنے اختراعی مذہب کی ترویج مین بیحد کوشش کرتی رہتی ہی اور طرح طرح سے بھولے
مسلمانون پر جال ڈالتی ہی۔ اسی بنا پر ایک صیاد نے ایک اور جال پھیلایا۔ یعنے ایک کتاب تصنیف کی ہی
جس کا نام حق کی کسوٹی رکھا ہی اسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ اس کا مصنف ایک عامی شخص ہی۔ مگر
اپنی استعداد کے موافق اسنے حق کو چھپانے اور باطل کو رونق دینے مین کمی نہین کی ہی اور نہایت دلیری سے
کام لیکر غلط واقعات کو سچ اور سچ کو جھوٹ بتایا ہی چنانچہ اسنے اسد الغابہ کی عبارت ثم ان الجمیع بایعوا
بعد موت فاطمۃ بنت رسول اللہ الا سعد بن عبادہ کے متعلق صفحہ پر لکھا ہی (سب نے بیعت کرلی کا فقرہ غلط ہی
کیونکہ حضرت علیؓ نے بیعت ہرگز نہین کی صرف نزاع ترک کر دیا تھا) نیز صفحہ پر لکھا ہی شیعہ بیعت کے بالکل
مخالف ہین بلکہ کہتے ہین کہ منازعت ترک کر دی تھی بیعت ہرگز نہین کی اھ ناظرین ذرا غور کرین کسقدر
کھلا ہوا دھوکا اور تلبیس ہی۔ شیعہ ہرگز نہین کہتے کہ بیعت نہین کی بلکہ یہ کہتے ہین کہ بیعت کی مگر بجبر
چنانچہ رجال کشی صفحہ ۳ مین امام محمد باقر کا اقرار موجود ہی کہ جاؤا بامیر المومنینؑ ملببا فبایع یعنے لوگ امیر المومنین کو
جبراً لائے اسپر انھون نے بیعت کرلی۔ اب ان میر صاحب سے کوئی پوچھے کہ جناب آپ سچے یا آپ کے امام۔
یہی مضمون کافی مین بھی موجود ہی اور اسی مضمون کو طبرسی نے احتجاج مین بیان کیا ہی اور گو ملا باقر مجلسی نے
اس موقع پر خوب ہی اپنے اسلاف کا حق ادا کیا ہی۔ اور بجبر بیعت کے مضمون کو ان بیحیا الفاظ مین بیان کیا ہی
عمر دست را بلند کرد و بے آنکہ حضرت دست را بگشاید۔ ابو بکر دست خود را دراز کرد۔ و بر روئے دست
حضرت گذاشت" یعنی حضرت عمرؓ نے حضرت علیؑ کا ہاتھ اُٹھایا اور بدون اسکے کہ حضرت علیؓ اپنا ہاتھ کھولین
ابو بکرؓ نے ہاتھ بڑھا کر اُنکے بند ہاتھ پر رکھدیا۔ آہ۔ جس سے غرض یہ ہی کہ وقت پر یہ کہنے کی گنجائش رہے
کہ جناب امیر نے بیعت نہین کی ابو بکرؓ کا زبردستی اپنے ہاتھ کو اُنکے بند ہاتھ پر رکھدینا جناب امیر کی طرف سے
بیعت نہین ہی کیونکہ یہ ابو بکرؓ کا فعل ہی نہ کہ جناب امیر کا۔ مگر قدرت حق سبحانہ ملاحظہ کیجیے کہ خود انھی حضرت کے

مصنف کسوٹی کا جھوٹ اور فریب [illegible]

قلم سے یہ الفاظ بھی نکل گئے۔ سلمان گفت ۔۔۔۔ و بغیر امیر المومنین و ما چہار نفر بجبر بیعت نکردیم الخ یعنی صرف پانچ شخصون نے جن مین ایک امیر المومنین تھے اور چار ہم بجبر بیعت کی ہو اور سب نے بخوشی۔ پس امیر المومنین کے بیعت کا اقرار کر کے اس مقصد کو ہاتھ سے بے ڈالا جسکے لئے وہ چالاکی کی گئی تھی ۔ اس انصاف اور دیانت پر میر صاحب اپنی کتاب کا نام حق کی کسوٹی رکھتے ہین۔ یہ ایک نمونہ تھا میر صاحب کی دیانت اور حق طلبی کا۔ اب ہم اُس اصول پر کلام کرتے ہین جسکو انھون نے اپنی کتاب کا موضوع قرار دیا ہے اور جس کسوٹی سے انھون نے حق و باطل کا فیصلہ کیا ہے۔ پس جبکہ ہم یہ ثابت کر دین گے کہ یہ کسوٹی محض مصنوعی ہے اور اس مین ہرگز کھرے اور کھوٹے کے الگ الگ کرنے کی قابلیت نہین ہے تو ثابت ہو جاویگا کہ میر صاحب صرّاف نہین بلکہ قلّاب ہین اور یہ دوکان انھون نے اس لئے جمائی ہے کہ صرّاف بنکر اناڑیون کی گرہ کاٹین اچھا اب سنئے۔ میر صاحب فرماتے ہین کہ اس رسالہ کا موضوع یہ قرار دیا گیا تھا کہ جس کے مخالفون کی مذمت رسول صلعم نے فرمائی ہو اسکا تقرر تو منجانب اللہ ہوگا اور جس کے مخالفون کی مذمت رسول صلعم نے نفرمائی ہو وہ من جانب اللہ نہین ہو سکتا اھ۔ یہ تو میر صاحب کی کسوٹی تھی اور اس پر حق اور باطل کو یون پرکھا کہ ابوبکر کی مخالفت مذکورہ ذیل اشخاص نے کی سعد بن عبادہ جناب فاطمہ زہرا طلحہ و زبیر۔ حضرت علیؑ کل پانچ شخص ہین۔ حضرت عمرؓ کی مخالفت ان پانچ اشخاص نے کی۔ فاطمہ زہرا۔ حضرت علیؓ۔ طلحہ و زبیر۔ ابو لولو (نصرانی یا مجوسی معلوم نہین) قیصر و کسرے اور انکی فوجون وغیرہم کو کیون نہین مخالفین مین شمار کیا گیا۔ عثمان کی مخالفت ان لوگون نے کی۔ کل صحابہ موجودین مدینہ جنھون نے حمایت عثمان سے وقت محاصرہ جس کا انجام قتل عثمان ہوا پہلو تہی کی اور عمار بن یاسر۔ طلحہ و زبیر اور قاتلین عثمان۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن عبادہ کی نسبت فرمایا اللھم اجعل صلوٰتک ورحمتک علی آل سعد بن عبادۃ اور جزی اللہ عنا الانصار خیرا سیما عبد اللہ بن عمر ابن حزم و سعد بن عبادہ۔ یعنے اے اللہ سعد بن عبادہ کی آل پر رحمت کر اور تمام انصار کو ہماری طرف سے جزائے خیر دے۔ بالخصوص عبد اللہ ابن عمرو بن حزم اور سعد بن عبادہ کو آہ۔ حضرت فاطمہ خاتون جنت ہین وغیرہ وغیرہ۔ طلحہ و زبیر مبشر بالجنۃ ہین۔ حضرت علی کے حق مین فرمایا۔ جو کوئی علیؓ کو دوست رکھے خداوند اوسکو دوست رکھے الخ۔ فیروز قاتل عمر کی کوئی مذمت نہین کی۔ عمار کی تعریف کی اور کہا۔ یا عمار تقتلک الفئۃ الباغیۃ یعنی اے عمار تجھے باغی جماعت قتل کریگی۔ آہ قاتلین و تارکین حمایت عثمان کی مذمت نہین کی حضرت علیؓ کی جن لوگون نے مخالفت کی ان کی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو طرح سے مذمت فرمائی۔ ایک عام مذمت دوسرے خاص۔ عام مذمت یہ ہے (۱) عاد من عادہ (۲) مثل اہل بیتی کمثل سفینۃ نوح من رکب فیہ نجی و من تخلف عنہا ضل و غرق و ہوی۔ (۳) من احب علیا فقد احبنی و من ابغض علیا فقد ابغضنی (۴) قال لعلی و فاطمۃ و حسن و حسین انا حرب لمن حاربتم و سلم لمن سالمتم (۵) ماکنا نعرف المنافقین الا بتکذیب اللہ و رسولہ

مصنف کی کسوٹی کسوٹی کھوٹی ہے

والتخلف عن الصلوٰۃ والبغض لعلی ابن ابیطالب (۶) طوبیٰ لمن احبک وصدق فیک وویل لمن ابغضک وکذب فیک	اور مذمت خاص یہ ہی مذمت زبیرؓ لیقاتلنک یوماً وھو لک ظالم طلحہؓ کی بھی یہ ہی حالت ہے حضرت عائشہ کی نسبت

فرمایا کیف باحدٰلکن اذا نبحت علیہ کلاب الحوئب - جنگ صفین مین آپکے مخالفون کو باغی کہا اسکے بعد قتل وقاتل حضرت علی کے متعلق حاکم سے روایتین کی ہین - یہ خلاصہ تھا اس کسوٹی کا اب ذرا اس کی حقیقت سن لیجئے کسوٹی کو ایسا ہونا چاہئے جو بدلیل صحیح پختہ ثابت ہو چکی ہو ورنہ اسکے بدون حق ظاہر نہین ہو سکتا لیکن میر صاحب نے اسکے کسوٹی ہونے کو کسی دلیل سے ثابت نہین کیا بلکہ اسکے کسوٹی ہونیکا ایک دعوے کیا ہے اور اس دعوی پر عمارت قائم کردی ہے بھلا ایسی کسوٹی کو کوئی عاقل دنیا مین تسلیم کرسکتا ہے بجز انکے جو مت ناحق کے طرفدار ہین اور بقول میر صاحب انکی عقل جاتی رہی ہے پس اول تو ہمارے لئے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ میر صاحب سے کہین کہ جناب آپ اول اسکے سچا ہونیکو ثابت کرین جب وہ سچی ثابت ہو جاوے گی اوسکے بعد اوس پر حق وباطل کو رکھکر پرکھ لیا جاوے گا اور یہ ہی جواب ہمارا اس تمام طوفان بے تمیزی کے روکنے کے لئے کافی ہے لیکن ہم صرف اتنے ہی پر اکتفا نکرین گے بلکہ ثابت کرین گے کہ یہ کسوٹی بالکل جھوٹی ہے اور اس کسوٹی کو لیکر دوکان جمانے والا محض گٹھ کٹا ہے صراف ہرگز نہین ہے - پس سنئے یہ کسوٹی نہ اہل سنت کے نزدیک ٹھیک ہے نہ پیروانِ ابن سبا کے نزدیک کیونکہ ترک مذمت یعنے کسی خاص امام حق کے مخالفون کی خصوصیت کے ساتھ مذمت نکرنے کے اسباب مختلف ہوتے ہین کبھی یہ وجہ ہوتی ہے کہ امام حق کی کوئی مخالفت کرنیوالا ہی نہین ہوتا تاکہ مذمت کی ضرورت ہو - کبھی یہ وجہ ہوتی ہے کہ مخالفت کرنیوالون کی مذمت نہایت واضح ہے اور سب لوگ جانتے ہین اسلئے ضرورت اونکی مذمت بیان کرنے کی نہین کبھی یہ وجہ ہوتی ہے کہ مخالفین اپنی مخالفت پر خود ہی نادم ہوجائین گے اور التائب من الذنب کمن لاذنب لہ دیکھئے جو گناہ سے توبہ کرلے وہ بالکل ایسا ہے کہ جنے کچھ گناہ نکیا ہو) اسلئے مذمت کی ضرورت نہین - کبھی یہ وجہ ہوتی ہے کہ مخالفت اجتہادی غلطی کی بنا پر ہوتی ہے اور مخالف اسمین معذور ہوتا ہے اس لئے مذمت نہین کیجاتی کبھی یہ وجہ ہوتی ہے کہ گناہ مخالفت کسی اور وجہ سے مغفور (ومعاف) ہوتا ہے اس لئے مذمت نہین کیجاتی - کبھی یہ وجہ ہوتی ہے کہ مخالفین کی مخالفت قابل التفات نہین ہوتی اسلئے اس کو قابل ذکر نہین سمجھا جاتا ہے وغیرہ وغیرہ جبکہ مخالف امام کی مذمت نکرنے کی اتنی وجہین ہوسکتی ہین تو کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ چونکہ ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمان کے مخالفون کی خصوصیت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذمت نہین کی اس لئے وہ منجانب اللہ امام نہین ہوسکتے - اسیطرح کسی امام حق کے مخالفون کی مذمت کرنے سے یہ لازم نہین آتا کہ وہ اس امام سے افضل ہو جسکے مخالفون کی خصوصیت کے ساتھ مذمت نہین کی گئی کیونکہ ممکن ہے کہ جس امام کے مخالفون کی مذمت ترک کی گئی ہے اوسکا کوئی مخالف ہی نہ ہو

یا مخالف ہو مگر معذور ہو یا اسکا یہ گناہ اسکے دوسرے حسنات کی وجہ سے معاف ہو چکا ہو یا اسکی مخالفت کا ناحق ہونا
بہت واضح ہو کہ اوسکے بیان کی ضرورت نہ ہو وغیرہ وغیرہ اور جس امام کے مخالفون کی مذمت کی گئی ہے اوسکی وجہ یہ ہو کہ
اوسکی امامت کی حقیقت مشتبہ ہو اسلئے اسکو ظاہر کیا گیا ہو وغیرہ وغیرہ بس ایسی حالت مین کوئی عاقل یہ نہین کہہ سکتا
کہ جسکے مخالفون کی مذمت کی گئی ہے وہی امام ہے اور جسکے مخالفون کی مذمت نہین کیگئی وہ امام نہین یا اول الذکر
امام موخر الذکر سے افضل ہے جبکہ یہ امر معلوم ہو گیا تو ہم کہتے ہین کہ اگر ابو بکر رضؓ صدیق کے مخالفون کی صراحۃ اور خصوصیت
کے ساتھ مذمت نہین کیگئی تو اسکے کئی سبب تھے اول یہ کہ آپ جانتے تھے کہ مسلمان ابو بکرؓ کی مخالفت نہ کرین گے
چنانچہ آپنے مرض الموت مین ابو بکر رضؓ صدیق کے لئے خلافت نامہ لکھنا چاہا مگر جب آپنے دیکھا کہ خدا کو بھی یہی منظور ہے
کہ ابو بکر ہی خلیفہ ہون اور مسلمان بھی یہی چاہتے ہین اسلئے خلافتنامہ کی ضرورت نہین ہے تو آپنے اپنی
رائے کو بدل دیا اور فرمایا یابی اللہ والمومنون الا ابا بکر بخاری یعنے نہ خدا ہی کو منظور ہے کہ ابو بکر کے سوا کوئی اور خلیفہ ہو
اور نہ مسلمان ہی چاہتے ہین اور دوسرے یہ کہ اونکے مخالفون کی مذمت سے سب لوگ واقف تھے تیسرے یہ کہ آپ
جانتے تھے کہ جو مذمتین حضرت علی کے مخالفین کی ہین وہ ہی مذمتین بدلالۃ النص ابو بکر صدیق کے مخالفین کی ہین
ان وجوہ سے آپ نے ابو بکر صدیق کا نام لیکر اونکے مخالفین کی مذمت کرنا ضروری نہ سمجھا اور یہی وجوہ ہین جنکے سبب
کسی نے ابو بکر صدیق کی مخالفت نہین کی اور ان کو خلافت کے لئے تلوار اٹھانے کی ضرورت نہین ہوئی اور یہی
اسباب تھے جنکی بنا پر باوجود اوس عداوت کے جو ان کو اپنے اسلاف سے میراث مین ملی ہے پیر صاحب مسلمانون کی
اتنی بڑی اور کثیر التعداد جماعت مین صرف پانچ شخصون کا نام لے سکے لیکن ان لوگون مین سے کسی کی نسبت
یہ نہین کہا جا سکتا کہ وہ خلافت صدیقی کا مخالف تھا کیونکہ حضرت فاطمہ کو جو کچھ بھی ملال تھا اور جب تک بھی رہا
وہ فدک کے متعلق تھا نہ کہ خلافت کی بابت اور یہ یقینی امر ہے کہ ابو بکر صدیق کا اس معاملہ مین کچھ قصور نہ تھا وہ حکم
رسول کی تعمیل کر رہے تھے اس لئے اس رنجش کا نہ ابو بکر صدیق پر کچھ اثر پڑتا ہے نہ اونکی خلافت کو کچھ صدمہ پہونچتا ہے
بلکہ اس مخالفت کا اثر اگر کچھ پڑتا ہے تو خود حضرت فاطمہ پر کہ انھون نے حکم رسول کو بطیب خاطر نہین مانا پس ہمکو
ضرورت ہے کہ ہم حضرت فاطمہ کے بچاؤ کے لئے اونکے فعل کی کوئی بہتر توجیہ ڈھونڈین جس سے خود ان تک ہین پر
حرف نہ آئے نہ یہ کہ اون کی رنجش سے ابو بکر صدیق رضؓ کی خلافت پر اعتراض کرین۔ شیعہ اس موقع پر یہ کہا کرتے ہین
کہ اگر ابو بکر صدیق رضؓ غلطی پر نہ ہوتے تو حضرت فاطمہ ان سے کیون ناخوش ہوتین مگر یہ انکا دھوکا ہے جو وہ ناواقف
سنیون کو دینے کے لئے استعمال کرتے ہین کیونکہ خود شیعہ ان پر وہ الزام لگاتے ہین جس سے رنجش بجا کے ساتھ اسکے
اصول پر نعوذ باللہ انکا کافر ہونا لازم آتا ہے۔ اس وقت دو ثبوت آپکے ملاحظہ کے لئے پیش کرتا ہون سنئے
کافی کلینی مین ہے لما زوج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا فاطمۃ علیہا السلام دخل علیہا وہی تبکی فقال ما یبکیک

نو اللہ لو کان فی اہلی خیر منہ ما زوجتکہ وما انا زوجتہ ولکن اللہ زوجک واصدق عنک الخمس ما دامت السموات والارض
یعنے جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ کی حضرت علیؓ سے شادی کر دی تو آپ انکے گھر تشریف لے گئے
جا کر دیکھا کہ فاطمہؓ رو رہی ہین یہ دیکھکر آپ نے فرمایا کہ فاطمہؓ کیون روتی ہو مین خدا کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ اگر میرے
عزیزون مین علیؓ سے بہتر کوئی اور شخص ہوتا تو مین اس سے تمھاری شادی نکرتا اور یہ شادی مین نے اپنی
خوشی سے نہین کی ہے بلکہ خدا نے کی ہے اور تمھارا مہر تا بقائے آسمان و زمین خمس مقرر کیا ہے اہ کہان ہین
پیروان مذہب ابن سبا آئین اور دیکھین اپنی معصومہ کی عصمت کو اور بتلائین کہ کیا اسی کا نام عصمت ہے
کہ حضرت علیؓ سے شوہر کی زوجیت کو ناپسند کیا جاوے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنکی نسبت
فرمایا گیا ہے النبی اولی بالمومنین من انفسھم ان کی تجویز کو غلط سمجھا جاوے اور اسپر رنج ظاہر کیا جاوے اور
جناب رسول اللہ کو منانے کی ضرورت پڑے کیا یہ ہی عصمت ہے پس جنکے فہم اور عمل کی شیعون کے نزدیک
یہ حالت ہو وہ اگر ابو بکر صدیقؓ کی جائز تجویز سے ناخوش ہون تو کیا تعجب ہے اور سنئے یہ ہی سیدہ معصومہ جب
ابو بکرؓ سے ناخوش ہو کر مکان واپس آئین تو حضرت علیؓ کو وہ کوری کوری سنائین کہ الٰہی توبہ نہ انکی امامت کا پاس کیا
اور نہ زوجیت کا جیسا کہ حق الیقین اور احتجاج طبرسی کے صفحات اس کلام بلاغت نظام سے مزین ہین ناظرین کے
ملاحظہ کے لئے ہین اسکو ملا باقر مجلسی کی کتاب حق الیقین سے نقل کرتا ہون آپ فرماتے ہین۔ حضرت بجانب خانہ برگردید
و حضرت امیر المومنین انتظار معاودت اومی کشید چون بمنزل شریف قرار گرفت از روے مصلحت خطابہائے
درشت باسید اوصیا نمود۔ کہ مانند جنین در رحم پردہ نشین شدہ۔ و مثل خائنان در خانہ گریختہ بعد ازان کہ شجاعان دہر را
برخاکِ ہلاک افگندی مغلوب این نامردان گردیدہ۔ اینک پسر ابو قحافہ بظلم و جبر بخشیدۂ پدرِ مرا و معیشت فرزندانم
از من مے گیرد و باواز بلند با من مخاصمہ و لجاج مے کند و انصار مرا یاری نمی کنند و مہاجران خود را بکنار کشیدہ اند
و سائر مردم دیدہ ہا را پوشیدہ اند۔ نہ دافعے دارم نہ مانعے۔ و نہ یاورے دارم و نہ شافعی۔ خشمناک بیرون رفتم
و غمناک برگشتم۔ خود را ذلیل کردی۔ و در روزیکہ دست از سطوت خود برداشتی گرگان مے درندی و برند
تو از جائے خود حرکت نمی کنی کاش ازین پیش مذلت و خواری مردہ بودم وائے بر من ہر صبح و شامی۔ محل اعتماد
من مرد و بازو من سست شد شکایت من بسوئے پدر من ست و مخاصمۂ من بسوئے پروردگار من ست
خداوندا حول و قوت تو از ہمہ بیشتر ست و عذاب و نکال تو از ہمہ شدید تر ست اھ یعنے ابو بکر صدیقؓ کے
اجلاس سے فاطمہ رضی اللہ عنہا مکان واپس تشریف لائین اور امیر المومنین آپکے واپس ہونیکے منتظر تھے پس جبکہ
وہ مکان مین آئین تو بطور مصلحت کے سید اوصیا (علی کرم اللہ وجہہ) کو نہایت سخت سست کہا۔ اور کہا کہ
تم گھر مین چھپ کر یون بیٹھ گئے ہو جیسے مان کے پیٹ مین بچہ اور یون گھر مین بھاگ آئے ہو جیسے کوئی

جناب فاطمہ کا حضرت علی پر غصہ اور زبان درازی

خیانت کرکے آتا ہے اور بعد اسکے کہ تم نے شجاعانِ زمانہ کو مارا ہے۔ ان نامردون (ابو بکرؓ و عمرؓ) سے دبگئے ہو دیکھو ابو بکرؓ میرے باپ کی دی ہوئی شئی کو اور میرے اولاد کے سرمایۂ زندگی کو مجھسے بظلم و جبر چھینتا ہے اور بآواز بلند مجھ سے بحث و مباحثہ کرتا ہے۔ اور انصار میری مدد نہین کرتے مہاجرین الگ ہو بیٹھے ہین اور بقیہ لوگون نے بھی آنکھین بند کرلی ہین۔ غرض کہ اسوقت نہ میرا کوئی حمایتی ہے۔ اور نہ مددگار نہ سفارشی اور مین غصہ مین بھری گئی اور غمگین واپس آئی تم نے اپنے کو ذلیل کرلیا جبکہ تم نے اپنی سطوت و جبروت کو چھوڑ دیا۔ مجھے تو بھیڑئے پھاڑ رہے ہین۔ اور اٹھا کر بیجا رہے ہین مگر تم ہو کہ اپنی جگہ سے نہین ہلتے (اور میری مدد نہین کرتے) کاش مین اس ذلت و خواری سے پہلے مرگئی ہوتی خرابی ہے میرے لئے ہر صبح و شام۔ جس پر مجھے بھروسہ تھا (یعنی میرا باپ) وہ مرگیا۔ اور میرا مددگار (علی) یون کمزور بن گیا۔ مین اپنے باپ سے شکایت کرونگی اور میرا مقدمہ خدا کے یہان ہوگا اے اللہ تیری طاقت سب سے بڑھکر ہے اور تیرا عذاب بہت سخت ہے (پس جن لوگون نے میرا حق دبایا ہے یا میری اعانت نکرکے ان ظالمون کی مدد کی ہے تو ان سے میرا بدلہ لے) انتہی آپ ملاحظہ فرماوین کہ ان معصومہ نے سیدِ اوصیا کی توہین و تذلیل مین کیا کسر چھوڑی ہے اور کونسا الزام ہے جو انھون نے ان پر نہین لگایا اور کونسی بددعا ہے جو انکے لئے نہین کی مگر سید اوصیا نے انکی اس سراسر تعدی پر صبر کیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ان الفاظ سے معذرت کی۔ اے دختر برگزیدۂ عالمیان و اے باقی ماندۂ ذریت پیغمبر من سستی در امر دین خود نکردم و انچہ از جانب خدا مامور بودم بعمل آوردہ و انچہ مقدور م بود از طلب حق خود دران تقصیر نکردم الخ یعنے اے پیغمبر مجتبےٰ کی صاحبزادی اور بقیہ اولاد پیغمبر مین نے اپنے دین کے معاملہ مین سستی نہین کی ہے اور جو کچھ مجھے خدا کی طرف سے حکم تھا اس پر عمل کیا ہے اور جسقدر میرے امکان مین تھا اسقدر اپنی طلب حق مین مین نے کمی نہین کی ہے اھ پس جبکہ یہ معصومہ سید اوصیا سے بلاوجہ ناخوش ہو کر انھین کوری کوری سناتی ہین تو اگر وہ ابو بکر صدیق سے بلاوجہ ناخوش ہو جائین تو کیا بعید ہے اس مقام پر ہم ناظرین کو ایک فائدہ جلیلہ پر مطلع کرنا چاہتے ہین ذرا غور سے سُنین ہمنے ابتدا مین کہا تھا کہ جو لوگ اپنے کو شیعیانِ علی کہتے ہین درحقیقت نہ یہ شیعیان علیؓ ہین اور نہ محبِ اہل بیت بلکہ یہ ایک یہود منافقین کی جماعت ہے جسکا مقصود اسلام کو ضرر پہونچانا اور مسلمانون کی دشمنی ہے خواہ وہ رسول ہون خواہ اہل بیت خواہ صحابہ یا کوئی اور اسکے دلائل ہم اختصار کے ساتھ بیان بھی کرچکے ہین اور ضرورۃً کچھ اس مقام پر بھی بیان کردینا مناسب سمجھتے ہین صحابہ اور دیگر اہل اسلام کے ساتھ تو انکی دشمنی اظہر من الشمس ہے لیکن وہ اسکو دعوی حب اہل بیت کے ذریعہ سے جائز ثابت کرنا چاہتے ہین مگر ان کا یہ دعوی بھی سراسر جھوٹا ہے منجملہ دیگر دلائل کے جن کو ہم انشاء اللہ کسی وقت مفصلاً ناظرین کے سامنے پیش کرینگے۔ ایک دلیل اسوقت بیان کرتے ہین شیعون کا دعویٰ ہے کہ حضرت علی معصوم اور امام تھے اونکی اطاعت واجب تھی اون کی توہین کرنے والا کافر ہے اسکے ساتھ ہی وہ یہ روایت بھی تراشتے ہین

جو ابھی آپکے سامنے پیش کی گئی ہے جس سے صاف ظاہر ہو کہ حضرت فاطمہ نے حضرت علی کی آبروریزی مین کوئی دقیقہ اٹھا نہین رکھا - ان دونون باتون کے ملانے سے ہر کودن یہ نتیجہ نکال لے گا کہ شیعون کے مذہب کی رو سے حضرت فاطمہؓ کافر ہین اس طرف تو حضرت فاطمہ کو کافر بنایا ادھر یہ قاعدہ تراشا کہ جس کسی کے ذریعہ سے حضرت فاطمہؓ کو تکلیف پہونچے اور وہ کسی وجہ سے اُس سے ناخوش ہون وہ کافر ہو کیونکہ حضرت فاطمہؓ معصوم ہین وہ نفسانیت یا غلط فہمی سے ناخوش نہین ہو سکتین اور انکو کسی طرح بھی ایذا دینا رسول کو ایذا دینا اور انکو کسی طرح بھی خفا کرنا رسول کو خفا کرنا ہو اور جو رسول کو ایذا دے اور انھین خفا کرے وہ کافر ہو اس لئے جو فاطمہ کو خفا کرے اور ایذا دے وہ بھی کافر ہے اسکے ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ حضرت فاطمہؓ حضرت علی پر خفا ہوئین اور کہا کہ تم گھر مین چھپ کر بیٹھ گئے ہو میری مدد نہین کرتے اور تم ایسے ہو ویسے ہو اور چونکہ حضرت فاطمہؓ معصوم ہین اس لئے ان کا بیان غلط بھی نہین ہو سکتا لہذا لازم ہے کہ حضرت علی واقع مین حضرت فاطمہؓ کی اعانت نہ کرتے ہون اور انکی ذلت گوارا کرتے ہون اس لئے وہ بھی کافر ہوئے کہ انھون نے فاطمہؓ کو ایذا دی اور غضبناک کیا اور انکی اعانت نہ کی - آپ غور کرین کہ اس سے زیادہ اور اہل بیت کے ساتھ دشمنی کیا ہو سکتی ہے لیکن چونکہ انکی محبت کو آڑ بنا کر لوگون کو پھانسنا مقصود تھا اور اس ذریعہ سے انکو بددین کرنا چاہتے تھے اس لئے ان کو اس جال کی حفاظت کی فکر ہوئی اور ملا باقر مجلسی کو اسکی یہ تدبیر سوجھی کہ انھون نے اسکو مصلحت پر محمول کیا اور کہا کہ یہ بدزبانی اور زبان درازی محض مصلحت کی بنا پر تھی چنانچہ انکے الفاظ یہ ہین

این معارضہ محمول بر مصلحت است تا مردود بدانند کہ حضرت امیر المومنین ترک خلافت برضائے خود نکردہ غصب فدک راضی نبودہ یعنے حضرت فاطمہ کا یہ مقابلہ مصلحت کی بنا پر ہو تاکہ مخالفین ابوبکرؓ و عمرؓ وغیرہ جان لین کہ امیر المومنین نے اپنی خوشی سے خلافت نہین چھوڑی اور غصب فدک سے خوش نہین ہین - لیکن ان سے کوئی پوچھے کہ جب یہ واقعہ گھر مین ہوا ہو تو ابوبکرؓ و عمرؓ اس واقعہ پر کیسے مطلع ہو سکتے ہین پھر آپکا یہ فقرہ تا مردود بدانند الخ کیونکر صحیح ہو دوسرے جناب امیر نے جو اس ہرزہ درائی اور بیہودہ سرائی کا جواب دیا ہو اس سے خود ظاہر ہو کہ وہ اپنی پوری قوت اپنے حق کے طلب مین صرف کر چکے تھے بس کیا ابوبکرؓ و عمرؓ کو ابتک بھی نہ معلوم ہوا تھا کہ جناب امیر نے خلافت اپنی رضا سے نہین چھوڑی اور غصب فدک پر راضی نہین ہین - پھر ان سے معلوم کرانے کے کیا معنے ہین غضب ہو کہ یہی باقر مجلسی جناب امیر کا یہ جواب بھی نقل کرتے ہین کہ انچہ مقدور م بود از طلب حق خود دران تقصیر نکردم اور اسی کے ساتھ یہ بھی کہتے ہین کہ این معارضہ محمول بر مصلحت ست تا مردود بدانند الخ اس سے زیادہ عناد اور حق پوشی کی کیا دلیل ہو سکتی ہو - اچھا اسے بھی جانے دو ہم مانتے ہین کہ ابوبکرؓ و عمر کو ابھی یہ معلوم نہ ہوا تھا اور انکو معلوم کرانا ہی مقصود تھا اور باوجودیکہ وہ اس وقت گھر مین موجود نہ تھے اسپر بھی بذریعہ معجزہ کے

یہ آواز ان تک پہونچ رہی تھی لیکن اسوقت ہم دریافت کرتے ہین کہ کیا ابو بکرؓ و عمرؓ کی اطلاع کا یہی ایک طریقہ تھا کہ
اس طرح امام کی بے حرمتی کیجاوے نہ اسکی امامت کا پاس کیا جاوے نہ عصمت کا نہ حقِ زوجیت کا کیا یہ ممکن نہ تھا
کہ حضرت فاطمہؓ خود جناب امیر کو اپنا وکیل بنا کر بھیجدیتین اور خود گھر مین بجائے اُنکے خانہ نشین رہتین اور وہ وہان جا کر
دونون باتون کو ظاہر کر دیتے یہ بھی کہ مین غصب فدک سے راضی نہین ہون اور فاطمہؓ کا وکیل ہو کر اسکو طلب کرنے آیا ہون
اور یہ بھی کہ مین نے خلافت برضائے خود نہین چھوڑی ہے اور اگر حضرت فاطمہؓ کا جانا ضروری تھا تو حضرت علی کو اپنے
ساتھ لیجاتین اور اگر یہ بھی نہین کرنا تھا تو گھر مین اگر بجائے اسکے کہ یہ بدزبانی کرتین حضرت علی سے نرمی کے ساتھ پوچھتین
کہ کیا آپ غصب فدک اور غصبِ خلافہ سے راضی ہین اور وہ اسکا جواب دیتے کہ نہین ۔ پس جسطرح سے حضرت فاطمہ
کی اس بدزبانی کی اطلاع ابو بکرؓ و عمرؓ کو ہوئی اسی ذریعہ سے اس انکار کی اطلاع ہو جاتی ہماری عقل حیران ہے
کہ ملا باقر مجلسی نے اس مصلحت کو کیونکر صحیح سمجھا اور کیسے اسکے قلم سے یہ الفاظ نکلے اب مین اُن سے قسم دیکر
پوچھتا ہون کہ اگر سنیون کے یہان اس قسم کا واقعہ درج ہوتا اور سنی اوسکی یہی مصلحت بیان کرتے تو کیا وہ اسے مان
اور اپنی نازک خیالی کے جوہر نہ دکھاتے اگر وہ کہین ہان مین ضرور ایسا کرتا تو مین کہونگا کہ بالکل جھوٹ ہے اس
کہ سنی اس بیہودہ عذر سے لاکھ درجہ بہتر عذر رکھتے ہین مگر وہ نہین مانتے دور کیون جائیے اسی واقعہ فدک مین
ابو بکرؓ صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ کے دعوی کو بحکم نبوی تسلیم نہین کیا تو ان کے مقابلہ مین کونسی نکتہ چینی
اور دقیقہ سنجی ہے جس سے کام نہین لیا اور کیا کیا باریکیان نہین نکالین چنانچہ کہا ہے تکذیب حضرت فاطمہ نمودن باوجود
ثبوت عصمت آنحضرت متضمن رد قول خدا و رسول ست چنانچہ در تحقیق آیہ تطہیر دانستی و ایضاً از طرق عامہ و خاصا
متواتر مروی ست کہ رسول خدا فرمود کہ فاطمہ پارہ من ست پس ہر کہ او را بغضب آورد مرا بغضب آوردہ است
و ہر کہ او را بیازارد مرا آزار دادہ است چنانچہ گذشت و این دلیل عصمت آنحضرت ست زیرا کہ اگر معصیت
از و صادر تواند شد ایذائے او بلکہ اقامت حد و تعزیر او لازم خواہد آمد و رضائے او در ان معصیت موجب
رضائے خدا و رسول نخواہد بود و اگر گویند کہ مراد آنست کہ آزار کردن او از برائے ظلم و ستم ایذائے رسول است
و خوشحال کردن او در طاعت مستلزم خوش حالی حضرت رسول ست ۔ جواب ۔ گوئیم کہ تخصیص خلاف اصل است
و حدیث عام است و اگر این مراد باشد فرقے میانِ آنحضرت و سائر مسلمانان نخواہد بود و درین کلام مدح و تشریفے
برائے آنحضرت نخواہد بود و باتفاق این کلام در مقام مدح و اختصاص وارد شدہ است و ایضاً تفریع آن بپارہ تن
آنحضرت بودن بے فائدہ خواہد بود زیرا کہ دیگران نیز درین امر با او شریک اند انتہی یعنی باوجود حضرت فاطمہؓ کی عصمت
ثابت ہونیکے اونکو جھٹلانا مشتمل ہے رد قول خدا و رسول پر جیسا کہ تمکو آیت تطہیر کی تحقیق مین معلوم ہوا ہے نیز سُنی
اور شیعہ ہر دو فریق کے یہان متواتر مروی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ فاطمہؓ میرا ٹکڑا ہے پس جو اوسے غصہ کرے

اونے مجھے غصہ کیا اور جو اوسے ستائے اونے مجھے ستایا جیسا کہ پیشتر گذر چکا اور یہ دلیل ہی حضرت فاطمہ رض کی عصمت کی اسلئے کہ اگر اونسے گناہ صادر ہو سکتا تو اونکو تکلیف دینا اور اونپر حد قایم کرنا اور سزا دینا لازم ہوتا اور اس معصیت مین اونکی رضا جوئی موجب رضاے خدا و رسول نہوگی اور اگر یہ کہین کہ اونکو ظلماً تکلیف دینا موجب ایذاے رسول ہی اور طاعت کی حالت مین اونکو خوش کرنا رسول کو خوش کرنا ہی تو ہم کہینگے کہ تخصیص خلاف اصل ہی اور حدیث عام ہی۔ اور اگر یہ مراد ہو تو حضرت فاطمہ رض اور دیگر لوگون کے درمیان فرق نہوگا اور اس کلام مین کوئی تعریف اور کوئی عزت افزائی حضرت فاطمہ رض کی نہوگی حالانکہ باتفاق یہ کلام مقام مدح و اختصاص مین واقع ہی نیز اسکی تفریع آنحضرت کا ٹکڑا ہونے پر بے فائدہ ہوگی اسلئے کہ اور لوگ بھی اس مین شریک ہین انتہی۔ آپ نے دیکھا کہ چونکہ یہان مقابلہ ابوبکر صدیق رض کے ساتھ تھا اور اونکو کافر ثابت کرنا تھا اسلئے ان حضرت نے کس ذہانت سے کام لیا ہی اور کسقدر دور دور دماغ پہونچا ہی اور کسقدر ابلیسانہ تلبیس کی ہی اور بروایت چون جنھین الی آخرہ مین مقابلہ حضرت علی سے تھا اسلئے اوسکو مصلحت بتا کر اڑا دیا اور ذرا غور نہین کیا کہ آیا جو مصلحت مین بیان کر رہا ہون یہ مصلحت ہی بھی یا نہین اور یہ مقصود اسی عنوان پر موقوف تھا یا کسی اور طرح بھی حاصل ہو سکتا تھا اور آیا اس مقصد کے لئے ایک امام مفترض الطاعہ اور شوہر کی یون تذلیل جائز ہی یا نہین۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہی کہ یہ باتین اونکے دماغ سے باہر تھین ہرگز نہین۔

پس اس صورت مین کیون نہ کہا جاوے کہ یہ فرقہ دھوکے مین مبتلا نہین ہی بلکہ دیدہ و دانستہ خدا اور رسول اور اسلام و مسلمین کے ساتھ دشمنی کر رہا ہی۔ غرضکہ ہزارون اس قسم کے واقعات ہین جنھین ان ظالمون نے شیخین اور ازواج مطہرات اور دیگر صحابہ رض پر زہر اگلا ہی اور انکی مخالفت کے سبب کیسے کیسے احتمالات بعیدہ کی طرف اونکا ذہن پہونچا ہی اور اونکے سچے عذرون کو بھی نہین سنا اور جب اپنی باری آئی ہی تو کوئی نہ کوئی بیہودہ عذر نکال کھڑا کیا اور جاہلون کو دھوکا دلیا ہی۔ خدا مسلمانون کو ان کے شر سے محفوظ رکھے۔ یہ تو حضرت فاطمہ رض کی مخالفت صدیقی کی حالت تھی رہے امیر المومنین اور طلحہ و زبیر سو اونکی ناخوشی بھی ابوبکر صدیق رض کی خلافت سے نہ تھی چنانچہ امیر المومنین نے مجمع عام مین اقرار کیا کہ ہمین تمھاری خلافت سے رنج نہین تھا بلکہ ہمین اسکا ملال تھا کہ خلافت قایم کرنے مین ہمین بھی تو دخل تھا پھر ہمین کیون مشورہ مین شریک نہین کیا گیا لیکن جب شکوہ شکایت کے بعد امیر المومنین کو اپنی شکایت کا بے جا ہونا اور ابوبکر صدیق رض کی معذوری ظاہر ہوگئی تو آپ نے رسمی بیعت بھی کر لی گو حقیقی بیعت یعنی تسلیم حکومت آپ پہلے ہی کر چکے تھے۔ خلاصہ یہ کہ یہ لوگ خلافت صدیقی کے مخالف نہ تھے بلکہ انکو اونسے دوسری دوستانہ شکایت تھی۔ دوستانہ شکایت کو مخالفت نہین کہتے اور اگر بالفرض ابتداءً مخالفت ہو بھی تو وہ بعد کو نادم ہو گئے اسلئے یہ لوگ کسی مذمت کے مستحق نہ تھے رہے سعد بن عبادہ سو اول تو اونھون نے اپنی مخالفت سے توبہ کر لی تھی اور ابوبکر صدیق رض کی بیعت کر لی تھی

جیسا کہ منتہی الکلام مین مولانا حیدر علی ؒ نے فرمایا ہو کہ اہل سنت کی نزدیک رجوع سعد کی روایت راجح ہو اور مخالفت پر اصرار کی روایت مرجوح ۔ چنانچہ سید مرتضٰی نے شافی مین اور مجلسی نے بحار مین اسکو تسلیم کیا ہو ۔ پھر اگر بالفرض سعد بن عبادہ ؓ نے رجوع نہ کیا ہوا ور مخالفت پر ہی اصرار کیا ہو تو کہا جائیگا کہ اونکی رنجش کی وجہ یہ تھی کہ وہ خود خلیفہ بنا چاہتے تھے اور ان لوگون نے اونکی خلافت مین کھنڈت ڈالدی اسلئے وہ ناراض ہو گئے سو یہ ناخوشی اونکی چونکہ ذاتی غرض سے تھی نہ کہ خدا اور رسول کے لئے اسلئے اس مخالفت کا بھی خلافت صدیقی پر کوئی اثر نہین پڑتا اور گو یہ اونکی غلطی تھی مگر چونکہ اونکی اور حسنات اس جرم سے بدرجہا بڑھی ہوئی تھین نیز وہ اہل بدر مین سے تھے جنکے اگلے پچھلے گناہ معاف ہو چکے تھے اور اس مخالفت کا اثر دوسرون پر بھی کچھ نہ پڑتا تھا اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونکی مخالفت کو کالعدم سمجھا آخر یہ جرم اونکا سیدہ معصومہ کی مخالفت رسول و منازعت با سید اوصیا سے (جسکو شیعون نے تسلیم کیا ہی) تو بڑھا ہوا نہ تھا پس جبکہ سیدہ معصومہ باوجود اون مخالفتون کے بھی سیدہ معصومہ ہی رہین تو بیچارہ سعد بن عبادہ ابو بکر صدیق کی مخالفت کرکے مذمت کے کیونکر مستحق ہو سکتے تھے ۔

یہ کیفیت تو ابو بکر صدیق ؓ کے مخالفین کی تھی اب حضرت عمر ؓ کے مخالفین کی صریح طور پر اور خصوصیت کے ساتھ مذمت نہ کرنے کی وجہ سنئے اگر ایسا ہو تو اوسکی وجہ بھی یہ ہی تھی کہ اونکی خلافت مین کوئی نزاع کرنے والا نہ تھا چنانچہ اونکی خلافت مین اس قدر کشیدگی بھی ظہور مین نہ آئی جسقدر ابو بکر صدیق ؓ کی ابتداء خلافت مین ہوئی تھی یا یہ کہ مسلمانون کو اونکی مخالفت کی برائی اچھی طرح معلوم تھی اسلئے مذمت کی ضرورت نہوئی یا یہ کہ جو مذمتین مخالفین حضرت علی کی تھین وہ بدلالۃ النص خود حضرت عمر ؓ کے مخالفین کی مذمتین تھین اسلئے اونکے مخالفین کی خاص طور پر مذمت کی ضرورت نہوئی ۔ واقعہ تو یہ تھا مگر میر صاحب نے یہان بھی اپنی موروثی عداوت سے کام لیا اور اونکے خواہ مخواہ پانچ مخالف تراش لئے اور اول نمبر حضرت فاطمہ کو دیا لیکن نہین معلوم رافضی ہونیکے بعد عقل کہان چلی جاتی ہو بھلا کوئی اونسے پوچھے کہ حضرت عمر ؓ کی خلافت تک حضرت فاطمہ زندہ ہی کب رہین تھین جو اونکی خلافت کی مخالفت کرتین ۔ آپنے فہرست بڑھانے کیلئے حضرت آدم سے نام گنانے کیون نہ شروع کردئے تاکہ ابن سبا کی پیروی کا پورا حق ادا ہو جاتا شاید آپکی مراد وہی رنجش ہی جو اونکو فدک کے معاملہ مین ابو بکر صدیق سے تھی لیکن اول تو اوسکا تعلق خلافت سے نہ تھا وہ ایک نجی معاملہ مین کدورت تھی اوسکا اثر خلافت پر کیا پڑ سکتا ہی اور اگر کچھ تعلق ہو بھی تو اوسکا جواب گذر چکا پھر صحیح رواتیون مین اسکا پتہ نہین ملتا کہ اونکو حضرت عمر ؓ سے بھی کوئی ملال تھا ۔ صحیحین سے جسقدر معلوم ہوتا ہو وہ یہی ہو کہ اونکو ابو بکر ؓ صدیق سے شکایت تھی حضرت عمر کا اون مین نام نہین ہو نہ اور کسی صحیح روایت سے اسکا پتہ چلتا ہو پس اونکو حضرت عمر ؓ کا مخالف بتانا کھلی تلبیس اور صریح دھوکا ہو ۔ دوسرا اور تیسرا اور چوتھا نمبر حضرت علی اور طلحہ و زبیر کو دیا ہی لیکن میر صاحب نے یہ نہین بتایا کہ انھون نے حضرت عمر ؓ کی

خلافت کی کسوقت مخالفت کی اونھون نے اونکی خلافت کی ہرگز مخالفت نہین کی یہ صرف میر صاحب کی دھوکا دہی ہی
پانچوان نمبر آپ نے ابو لولو کا فر کو دیا ہی - سو کفار کی مذمت خود قرآن کی آیتون مین موجود ہی جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی حدیثون مین موجود ہی پھر اوسکا نام لیکر مذمت کرنیکی کیا ضرورت تھی - ہمین تعجب ہی کہ میر صاحب نے
قیصر وکسریٰ اور تمام کفار ومنافقین کو مخالفین حضرتِ عمرؓ مین شمار کرکے جاہلون کو کیون نہ بہکایا کہ دیکھو ان
لوگون نے عمرؓ کی مخالفت کی اور آنحضرت نے نام لیکر اونکی مذمت نہین بیان فرمائی - اولئک الذین مسخہم اللہ عقولہم
وصورہم - حضرت عثمان کی مخالفین کی فہرست مین اول اُن تمام اہل مدینہ کو بیان کیا ہی جنھون نے امیر المومنین
کی اعانت نہین کی اور اونکو قتل ہوجانے دیا مگر یہ واقعہ ہی غلط ہی یہ لوگ مخالفین نہ تھے بلکہ موافقین تھے -
رہا اعانت نہ کرنا سو اوسکی وجہ امیر المومنین کی ممانعت تھی کیونکہ امیر المومنین کسی مسلمان پر تلوار اوٹھانا
گوارا نہ کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ مین وہ پہلا شخص نہونگا جو مسلمانون پر تلوار اوٹھائے اسلئے کسی مسلمان سے
اعانت نہین چاہی اور ہمیشہ اعانت کی درخواست کرنیوالونکو روکتے رہے تھے کہ اپنے غلامون تک کو ممانعت
کردی تھی کہ کوئی جنگ نہ کرے - اس امر کا جناب امیر نے بھی اعتراف کیا ہی جسکو مولوی حیدر علی صاحب نے
سلیم بن قیس کی روایت سے نقل کیا ہی وہی ہذہ وقد کان مع عثمان من اہل بیتہ وموالیہ واصحابہ اکثر من اربعۃ
آلاف ولو شاء ان یمتنع بہم لفعل فلم نہاہم عن نصرتہ انتہی یعنے حضرت عثمان کے پاس خود اونکے گھر کے لوگ
اور اونکے غلام اور یار دوست چار ہزار سے زیادہ تھے اور اگر وہ انکے ذریعہ سے بلوائیون سے بچنا چاہتے
تو بچ سکتے تھے پھر اونھون نے اونکو اپنی مدد سے کیون منع کردیا اھ اس سے معلوم ہوا کہ شہادت عثمانؓ اس لئے
نہین واقع ہوئی کہ اون کا کوئی مددگار نہ تھا بلکہ اسکی وجہ یہ تھی کہ انھون نے مسلمانون کا خون بچانے کے لئے
اونکو اعانت سے روکدیا تھا اسکے بعد مخالفین حضرت عثمانؓ مین میر صاحب نے طلحہ وزبیر کا نام لیا ہی سو انکا
مخالفت نکرنا تو اسی سے ظاہر ہی کہ وہ حضرت عثمانؓ کے دشمنون کے دشمن اور اُن سے انکا قصاص
لینے والے تھے جیسا کہ میر صاحب نے اپنی کتاب مین خود اسے تسلیم کیا ہی پس انکو زبردستی انکا مخالف کہنا
کھلی ہٹ دھرمی ہی - رہے قاتلین عثمانؓ سو انکی مذمت خود قرآن مین موجود ہی من قتل مومنا متعمدا فجزاءہ جہنم خالدا فیہا
(یعنے جو شخص کسی مومن کو قصداً قتل کرے اوسکی سزا جہنم ہی جس مین وہ ہمیشہ رہے) نیز امیر المومنین کی اطاعت
سب لوگون پر بحکم خدا واجب تھی کیونکہ وہ اونکی لامر مین سے تھے اور اولی الامر کی اطاعت بحکم خدا واجب ہی
چنانچہ فرماتے ہین اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم (یعنے اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول
کی اور صاحبانِ حکومت کی جو تم مین سے ہون) اور حکمِ خداوندی کے مخالفت کرنے والون اور باغیون کی مذمت سے
قرآن وحدیث پُر ہی - ہان جو لوگ مخالفتِ امامِ وقت مین مجتہد ہون وہ معذور ہین اس لئے وہ کسی مذمت کے مستحق نہین

اور انھون نے ہارون سے شکایت کردی۔ ہارون نے خفیہ طور پر تحقیقات کی مگر اسکو اسکا رفض ثابت نہ ہوسکا
اور اسنے کہدیا کہ جھوٹ ہے۔ لوگون نے علی بن یقطین پر افترا کیا ہے۔ انتہی بحصلہ۔ سنیون کے نام سے کتابین تصنیف
کرنے کا ثبوت۔ صاحب روضات الجنات نے لکھا ہے۔ ویقدح منہ ایضا ان کتاب سر العالمین وکشف حقیقۃ الدارین
لیس من جملۃ مصنفاتہ کما لم یذکرہ ابن خلکان المطلع علے دقائق آثارہ فی دفتر مؤلفاتہ وعلیہ فیمکن ان یکون ذلک
من رقم بعض سلسلۃ الامامیین او عمل غیر اولئک من الغزالیین فلیتامل فی ذلک ولا یغفل اھ یعنی بیان مذکورہ
بالا سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ سر العالمین امام غزالی کی تصنیف نہین ہے۔ چنانچہ ابن خلکان جوکہ انکی تصنیفات مین
انکے دقائق آثار سے خوب واقف ہے اس نے انکی تصنیفات کے سلسلہ مین اسکو ذکر نہین کیا۔ اس بنا پر
ممکن ہے کہ یہ کسی شیعی کی تصنیف ہو۔ (اور امام غزالی کے نام سے مشہور کردی گئی ہو۔) یا کسی اور غزالی کی
تصنیف ہو اس کو خوب سمجھ لینا چاہئے اس سے غافل نہ ہونا چاہئے اھ اس بیان سے صاف ظاہر ہے۔ کہ
علماے شیعہ کی یہ عادت بھی تھی۔ کہ وہ ایک کتاب بناکر سنیون کے سر منڈھ دیتے تھے۔ شیعون کے سنیون
کی کتابون مین تحریف کرنے کا ثبوت۔ صاحب روضات الجنات نے محدث تستری کا قول نقل کیا ہے۔ جو انھون نے
اعتقاد مجلسی کی شرح مین لکھا ہے۔ قیل ان کتاب سر العالمین لیس من مصنفاتہ او ان تلک المقالۃ المتقدم الیھا
الاشارۃ من الملحقات بہ ویحتمل ان یکون من کلام نفسہ لیکون الابلغ فی اتمام الحجۃ علیہ یوم القیمۃ اھ یعنی کہا گیا ہے
کہ کتاب سر العالمین امام غزالی کی تصنیفات سے نہین ہے۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے۔ کہ (کتاب مذکور امام ہی کی
تصنیف سے ہو۔ مگر) عبارت مذکورہ (جو مذہب شیعہ کے موافق ہے) کسی (شیعی) نے اسمین شامل کردی ہو۔
اور احتمال یہ بھی ہے۔ کہ عبارت مذکورہ بھی انھی کی ہو اور وہ ان کے قلم سے اس لئے نکل گئی ہو۔ تاکہ قیامت مین
ان پر کامل طور پر حجت قائم ہوسکے اھ اس سے معلوم ہوا۔ کہ حضرات شیعہ کا قاعدہ یہ بھی تھا۔ کہ وہ اہل سنت
کی کتابون مین اپنی طرف سے عبارتین ملاویا کرتے تھے۔ یہ الگ بحث ہے۔ کہ سر العالمین مین ملائی یا نہین
یہ نمونہ تھا ان چالاکیون کا جو وہ محتنی بنکر تخریب مذہب اسلام کے لئے کرتے تھے ف اس سے آپ حضرات کو
سبق لینا چاہئے۔ اور اگر کوئی رافضی سنیون کی کتاب سے کوئی حدیث یا کوئی تاریخی روایت یا کوئی اور مسئلہ
مذہب تشیع کی تائید مین پیش کرے۔ تو اُس کو فوراً نہ مان لینا چاہئے۔ بلکہ علماے اہل سنت سے اسکی
تحقیق کرنی چاہئے۔ اور تحقیق بھی ان علماء سے کرنی چاہئے۔ جو مذہب تشیع اور علماے شیعہ کے مکائد سے بخوبی
واقف ہین۔ جب وہ علما اس کی تصدیق کرین اسوقت اسکو ماننا چاہئے۔ دوم یہ کہ یہ لوگ اسی اصول کے
سہارے پر ائمہ اہل بیت پر خوب افترا کرتے تھے۔ اور انکو اپنی جعل سازی کے کھل جانے کا اندیشہ
نہ ہوتا تھا۔ کیونکہ جب انھون نے ائمہ پر کوئی افترا کیا اور ائمہ نے اسکی تکذیب کی تو کہدیا کہ یہ انکار ائمہ کا

بوجہ تقیہ کے ہے۔ یا جب انھون نے اس فرقہ کے کارکنون کی مذمت کی تو کہدیا کہ یہ مذمت بطور تقیہ کے ہے وغیرہ وغیرہ پس اگر یہ اصول ایجاد نہ کیا جاتا اور اس کو وہ عروج نہ دیا جاتا جو ابن سبا کے حامیون نے دیا ہے تو کامیابی ناممکن تھی غرضکہ مذہب ابن سبا کی ترویج اور دین آلہی کی تخریب کا زیادہ تر مدار اسی اصول پر تھا اس لئے پیروان ابن سبا نے سب سے زیادہ اسی اصول کو اہمیت دی اور نفاق ہی کو اصل مذہب قرار دیا

اس مقام پر اس امر کا ظاہر کر دینا بھی ضرور ہے کہ حضرات شیعہ اہل سنت کو دھوکہ دینے کے لئے کہا کرتے ہین کہ ائمہ شیعہ اور شیعہ نے تقیہ جان کے خوف سے کیا کیونکہ اگر وہ اپنے کو سنی نہ ظاہر کرتے تو سنی انھین مار ڈالتے سو یہ انکا محض دھوکا ہے کیونکہ تقیہ کی حقیقت (جیسا کہ کتب شیعہ کے مطالعہ اور مذہب شیعہ کے بانیون اور حامیون کے حالات کی جستجو سے معلوم ہوتا ہے) یہ ہے کہ کسی شخص کو خواہ وہ موافق ہو یا مخالف کسی مصلحت سے خواہ وہ کتنی ہی معمولی ہو قول سے یا فعل سے دھوکہ دیا جاوے چنانچہ کافی کلینی مین ہے التقیۃ فی کل ضرورۃ وصاحبھا اعلم بھا حین تنزل بہ یعنے تقیہ ہر ضرورت مین ہے اور صاحب ضرورت اسکو زیادہ جانتا ہے جبکہ اسکو ضرورت لاحق ہو اھ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جسوقت آدمی کو کوئی ضرورت لاحق ہو اور وہ سمجھے کہ اس وقت لوگون کو دھوکہ دینے مین مصلحت ہے تو اسکو دھوکہ دینے کی اجازت ہے پس ثابت ہوا کہ یہ عذر محض غلط ہے نیز کتب شیعہ سے خود ائمہ کا بلا ضرورت جھوٹ بولنا بھی ثابت ہے چنانچہ کافی کلینی مین ہے عن سفیان بن مصعب العبدی قال دخلت علی ابی عبد اللہ علیہ السلام فقال قولوا لام فروۃ تجیئ فتسمع ما صنع بجدھا قال فجاءت فقعدت خلف الستر ثم قال انشدنا قال فقلت فرو جودی بدمعک المسکوب قال فصاحت فصحن النساء وقال ابو عبد اللہ علیہ السلام الباب الباب فاجتمع اہل المدینۃ علی الباب قال فبعث الیھم ابو عبد اللہ علیہ السلام صبی لنا غشی علیہ فصحن النساء اھ یعنے سفیان عبدی سے مروی ہے کہ مین امام جعفر صادق کی مجلس مین حاضر ہوا تو آپنے فرمایا کہ ام فروہ سے کہدو کہ آکر اپنے جد بزرگوار کی شہادت کا واقعہ سن لین تو راوی کہتے ہین کہ وہ آئین اور آکر پردہ کے پیچھے بیٹھ گئین پھر راوی کہتے ہین کہ امام نے یہ مصرع پڑھا فرو جودی بدمعک المسکوب یعنے اے ام فروہ تو خوب رو اور خوب آنسو بہا یہ سنکر ام فروہ چیخ اٹھین اور دیگر عورتین بھی چلا اٹھین یہ دیکھکر امام صاحب نے فرمایا ارے دروازہ کی خبر لو جاکر دیکھا تو مدینہ کے لوگ دروازہ پر جمع تھے کہ خدا جانے کیا مصیبت نازل ہوئی دفعتہ یون کہرام مچ گیا پس امام صاحب نے کہلا بھیجا کہ ہمارا بچہ بیہوش ہو گیا تھا اُس کی حالت کو دیکھکر عورتین رونے لگین اھ یہ واقعہ ہے جس مین امام صاحب نے صریح جھوٹ بولا ہے اور محض بلا ضرورت کیونکہ اصول شیعہ کی بنا پر ائمہ عالم ما کان وما یکون (یعنے گذشتہ اور آئندہ تمام واقعات کے جاننے والے) تھے اس لئے امام صاحب جانتے تھے کہ مجلس عزا قائم کرنے اور اسمین عورتون کے بلانے کا یہ نتیجہ ہو گا کہ مجھے جھوٹ بولنا پڑیگا

تقیہ کی حقیقت

امام جعفر صادق کا بلا ضرورت جھوٹ

ایسی حالت مین انھون نے کیون مجلس عزا قائم کی اور کیون عورتون کو اسمین بلایا اور کیون ایسا مرثیہ رقت کا پڑھا
جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ امام صاحب کو جھوٹ بولنا پڑا پس ثابت ہوا کہ انھون نے محض جھوٹ بولنے اور اپنا کمال
دکھلانے کے لئے یہ کارروائی کی تھی نعوذ باللہ منہ آپ یہ خیال نکرین کہ امام نے صرف ایک ہی جھوٹ
بلاضرورت بولا نہین بلکہ ائمہ بکثرت ایسا کیا کرتے تھے مثلاً امام جعفر کا رفض ابوجعفر منصور خلیفہ عباسی کو
معلوم تھا چنانچہ جب اسکے پاس داؤد بن زربی کی شکایت ہوئی ہے کہ وہ رافضی ہے تو اسنے کہا کہ اچھا مین
اسکی تحقیقات کرون گا اور دیکھون گا کہ وہ وضو کیسے کرتا ہے اگر اسنے اسطرح وضو کیا جسطرح جعفر بن محمد
کرتا ہے تو مین سمجھون گا کہ وہ فی الحقیقت رافضی ہے اور مین اسے قتل کر دون گا مین جعفر بن محمد کے
وضو کو جانتا ہون اصل عبارت رجال کشی کی یہ ہے قال ابوجعفر المنصور انی مطلع علی طہارتہ فان ہو توضا
وضوء جعفر بن محمد فانی لاعرف طہارتہ حققت علیہ القول اھ تیس جبکہ امام صاحب کا رافضی ہونا خلیفہ وقت کو
یقینی طور پر معلوم تھا اور وہ امام صاحب کا کچھ نہ بگاڑ سکتا تھا تو انھون نے جسقدر جھوٹ اس
عرصہ مین بولے سب بے ضرورت تھے اچھا اسکو بھی جانے دیجئے ہم پوچھتے ہین کہ سُنّی تو اس لئے
کہ ایسا نہو سُنّی مار ڈالین مُحدِّث کس خوف سے بنے مدرس کس خوف سے ہوئے صوفی کیون بنے حکومتین
عہدہاے قضا و وزارت و انتظام خزانہ وغیرہ کس خوف سے حاصل کئے کتابون مین تحریفین کس لئے کین
کتابین تصنیف کر کے سنیون کے نام سے کیون شائع کین ملا علی جس نے بوہرون کو شیعہ بنانے کے لئے
ایک عرصہ دراز تک کفر اختیار کیا جیسا کہ قاضی نور اللہ شستری نے مجالس المومنین مین لکھا ہے جسکی
اصل عبارت یہ ہے بوہرہ طائفہ از مؤمنان پاکیزہ روزگار اند...... و اسلام ایشان در ضمن ایمان
قبل ازین بہ سی صد تخمیناً بارشاد یکے از صلحاے فضلا کہ ملا علی نام داشت...... اتفاق افتادہ و تصرف
مولاناے مذکور در اسلام ایشان بدینوجہ بود کہ چون دران زمان اہل گجرات کافر بودہ اند و ایشان را
امیرے کہنہ گبر بود کہ بغایت معتقد و مرید او بودہ اند لاجرم مولانا تدبیر دران دیدہ کہ اول بار پیش آن
پیر رفتہ اظہار مریدی نماید و اورا بدلائل قاطعہ مسلمان کند و اورا با خود متفق الکلمہ سازد و انگہ
در ہدایت و اسلام دیگران شروع نماید و بنابرین چند سال در خدمت آن پیر روزگار گذرانیدہ و زبان
ایشان را یاد گرفتہ و کتب ایشان را مطالعہ نمودہ بر علوم ایشان استیلا یافت و بتدریج حقیقت
دین اسلام بہ پیر روشن ضمیر ظاہر ساخت و اورا مسلمان گردانید انتہی بحذف الزوائد جسکا حاصل
یہ ہے کہ قوم بوہرہ کافر تھے اس کے شیعہ ہونیکا واقعہ یہ ہے کہ ایک فاضل صالح ملا علی نام شیعی ان کے
پیر کے پاس آیا اور اپنے کو ان کا مرید بنایا اور عرصہ دراز تک انکی خدمت مین رہا اور انکے مذہب سے

خوب واقف ہوکر پیر صاحب کو رفتہ رفتہ شیعہ کر لیا اسکا یہ کفر اختیار کرنا کس خوف کے سبب تھا ان سب سوالون کا جواب یہی ہو گا کہ کسی خوف سے بھی نہین پس ثابت ہوا کہ تقیہ صرف خوف جان کی بنا پر نہ تھا بلکہ اصلی منشا اسکا یہ تھا کہ انکی وہ سازشین جو وہ ترویج مذہب ابن سبا اور تخریب مذہب اسلام کے لئے کرتے تھے مخفی رہین اور انکی کارروائیون مین روڑا نہ اٹکے جب نفاق کو عین دین و ایمان قرار دے چکے تو اب تخریب دین الٰہی یون شروع کی کہ ائمہ پر ایسے افترارات کئے یا اپنی عقل سے نصوص صحیحہ مین ایسی تاویلات کین جن سے نبوت کا بھی خاتمہ ہوگیا اور اہل بیت بھی کافر ہو گئے صحابہ بھی کافر ہو گئے قرآن کا بھی صفایا ہوگیا اور اس طرح اس بیدین یہودی عبد اللہ بن سبا کا مقصد پورے طور پر حاصل ہوگیا اب ذرا ان امور کی تفصیل سن لو۔ نبوت کا خاتمہ تو یون ہوا۔ کہ حضرات شیعہ نے حضرت عمرؓ پر واقعہ قرطاس مین چندطرح پر طعن کیا ہے اور انکو حضرت عمرؓ کے کفر و نفاق کی دلیل قرار دیا ہے اول یہ کہ انھون نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کو رد کیا کیونکہ آپ نے فرمایا تھا کہ میرے پاس قلم دوات اور کاغذ لاؤ مین تمھین بعض امور ایسے لکھوا دون کہ پھر تم گمراہ نہ ہو اسپر حضرت عمرؓ نے کہا کہ ہمکو کتاب اللہ کافی ہے یہ رد ہے حکم رسول کا اور رد حکم رسول رد حکم خدا ہے اور رد حکم خدا موجب کفر ہے۔ پس حضرت عمرؓ کا کفر ثابت ہو گیا دوسرے یہ کہ حضرت عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دی اور انکو غضبناک کیا اور رسول کو ایذا دینا اور غضبناک کرنا خدا کو ایذا دینا اور غضبناک کرنا ہے اور حق سبحانہ نے خدا اور رسول کو ایذا دینے والون کی نسبت فرمایا ہے ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ واعد لہم عذابا مہینا یعنے جو لوگ خدا اور رسول کو ایذا دیتے ہین اون پر خدا دنیا و آخرت مین لعنت کریگا اور اونکے لئے اونے ذلیل کرنے والا عذاب مہیا کر رکھا ہے اس حکم کی بنا پر حضرت عمرؓ (نعوذ باللہ) ملعون فی الدنیا والآخرہ ہوے اور مستحق عذاب مہین ٹھیرے تیسرے یہ کہ حسبنا کتاب اللہ کہکر انھون نے اپنے کو واقف کار اور (نعوذ باللہ) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جاہل کہا ان امور کو علامہ مجلسی نے حق الیقین مین بیان کیا ہے جسکو مرزا مظفر علی اسیر نے اسکے ترجمہ مسمی بریاض المسلمین مین بیان کیا ہے چنانچہ انتخاب اسکے اشعار کا ذیل مین درج کیا جاتا ہے ۵ کئی وجھون سے اب کرتا ہون اظہار + نفاق و کفر مردود جفاکار + سوم فرمان خالق کو کیا رد + کہ تھا قول خدا قول محمد + خطا پنجم یہ ظالم کی ہے اظہار + کہ پیغمبر کو پہونچا اس سے آزار + حدیثون مین ہے یہ وارد مکرر + کہ ہے آزار حق رنج پیمبر + ششم ہے کفریہ گفتار ناری + کہ کافی ہے ہمین قرآن باری + خطا پہلے یہ ہے آگاہ ہو دل کہ ٹھیراتا ہے پیغمبر کو جاہل + نہ سمجھے تھے مگر ختم رسالت + کہ ہے قرآن کافی بہر امت + سمجھ کر تھے وصیت پر جو مائل + تو فعل لغو تھا

کیا اس سے حاصل۔ انتہی ملخصہ جب یہ معلوم ہو چکا تو اب سنو کہ جامع الاخبار شیخ صدوق مین ہی قال
(اے زرارہ) سمعت الصادق علیہ السلام قال لما خرج رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اسلئے مکۃ فی
حجۃ الوداع فلما انصرف منہا فی جیز آخر وقد شیعہ من مکۃ اثنا عشر الف رجل من الیمن وخمسۃ آلاف رجل
من المدینۃ جاءہ جبرئیل فی الطریق فقال لہ یا رسول اللہ ان اللہ یقرئک السلام وقرأ ہذہ الآیۃ یا ایہا الرسول بلغ
ما انزل الیک من ربک فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الناس حدیث عہد بالاسلام واخشی ان یضطربوا
ولا یطیعوا فخرج جبرئیل علیہ السلام الی مکانہ ونزل علیہ فی الیوم الثانی وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نازلا بغدیر
وقال لہ یا محمد یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک فان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک فقال
یا جبرئیل اخشی من اصحابی من ان یخالفونی فخرج جبرئیل ونزل فی الیوم الثالث وکان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم بموضع یقال لہ غدیر وقال لہ یا رسول اللہ بلغ ما انزل الیک من ربک فان لم تفعل فما بلغت
رسالتہ واللہ یعصمک من الناس فلما سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہذہ المقالۃ قال للناس انیخوا ناقتی فواللہ
ما ابرح من ہذا المکان حتی ابلغ رسالۃ ربی یعنے زرارہ کہتے ہین کہ مین نے امام جعفر سے سنا ہی وہ فرماتے تھے
کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے زمانہ مین مکہ تشریف لیگئے ہین تو جسوقت آپ
مکہ سے یون واپس ہوے ہین کہ بارہ ہزار آدمی یمن کے اور پانچ ہزار آدمی مدینہ کے آپ کے ہمراہ تھے
تو رستہ مین آپ کے پاس جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا کہ یا رسول اللہ حق سبحانہ آپکو سلام
کہتے ہین اور کہتے ہین کہ آپ خدا کا حکم لوگون کو پہونچا دیجئے اسپر آپ نے فرمایا کہ اے جبرئیل لوگ ہنوز نو مسلم ہین اور مجھے
ڈر ہی کہ کہین ڈھل مل نہ ہو جاوین اور میری نافرمانی نہ کر بیٹھین۔ یہ سنکر جبرئیل علیہ السلام اپنے مقام پر
چلے گئے اور دوسرے دن پھر آئے آپ غدیر خم پر فرودکش تھے انھون نے آکر کہا کہ یا محمد اے رسول آپ خدا کا
حکم پہونچا دیجئے اگر آپ ایسا نکرین تو سمجھا جاویگا کہ آپ نے خدا کا پیغام نہین پہونچایا اور اللہ پاک آپ کے
محافظ ہین اسپر بھی آپ نے یہی کہا کہ اے جبرئیل مجھے اپنے اصحاب سے ڈر لگتا ہی کہ وہ میری مخالفت نکرین
یہ سنکر جبرئیل علیہ السلام پھر اپنے مقام پر چلے گئے اور تیسرے دن پھر آئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اسی مقام پر فرودکش تھے انھون نے آکر کہا اے خدا کے رسول آپ خدا کا حکم پہونچا دیجئے اگر آپ ایسا نکرین گے
تو سمجھا جاوے گا کہ آپنے پیغام خدا نہین پہونچایا اور خدائے تعالے آپ کو لوگون سے محفوظ رکھین گے جب
آپنے یہ حکم سنا تو لوگون سے کہا کہ میری اونٹنی کو بٹھلا دو۔ واللہ مین اس مقام سے نہ ٹلونگا تا آنکہ مین
خدا کا حکم نہ پہونچا دون اور اسی روایت کو بتغییر الفاظ شیخ مفید نے اپنی کتاب الروضہ مین نقل کیا ہے اس مین
یہ الفاظ بھی ہین فامرہ اللہ بتکریر نزولہ معاتبا متہددا علیہ بقولہ یا ایہا الرسول الخ یعنے تیسری مرتبہ

حق سبحانہ نے جبریل علیہ السلام کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عتاب اور سختی کرتے ہوے یہ حکم دیکر بھیجا یا ایھا الرسول الخ- ان روایات سے معلوم ہوا کہ جو وجہین حضرت عمرؓ کے کفر کی حضرات شیعہ نے تراشی ہین وہ نعوذ باللہ منہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین بدرجہ اولی پائی جاتی ہین کیونکہ اگر حضرت عمرؓ نے رسول کے حکم کو ایک دفعہ رد کیا تو آنحضرت نے خدا کے حکم کو دو دفعہ رد کیا اور اگر حضرت عمرؓ نے رسول کو نعوذ باللہ ایک مرتبہ جاہل اور لغو گو قرار دیا تو آنحضرت نے دو دفعہ خدا کو جاہل اور لغو گو قرار دیا اور اگر حضرت عمرؓ نے رسول کو ایذا دی اور غضبناک کیا تو رسول نے خدا کو ایذا دی اور غضبناک کیا- ایسی حالت مین جو فتوی مذہب تشیع کی رو سے حضرت عمرؓ پر لگتا ہے وہی فتوی نعوذ باللہ منہ آنحضرت پر بدرجہ اولی لگتا ہے- پس ثابت ہوا کہ مذہب ابن سبا کی رو سے صرف حضرت عمر ہی کافر نہین- بلکہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی کافر ہین یہ الفاظ میرے قلم سے نکل رہے ہین اور خدا ہی جانتا ہے کہ مین یہ الفاظ کس طرح لکھ رہا ہون مگر کیا کیجیے کہ ہمین اس مذہب سے پالا پڑا ہے جسکی حالت اسقدر گندی ہے کہ اس مین انبیاء کو بھی کفر سے نہین بچایا گیا خدا ان سے انتقام لے آپ حضرات یہ خیال فرمادین کہ مذہب شیعہ مین صرف ایک یہی واقعہ ہے جس سے انھون نے در پردہ اشرف الانبیاء واکرم الخلق عند اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خاک بدہن منافقان یہود الزام کفر قائم کیا ہے بلکہ ایسے بہت سے واقعات ہین جنکی تفصیل اس مختصر رسالہ مین نہین سما سکتی منجملہ ان کے ایک وہ واقعہ ہے جس کو محمد بن یعقوب کلینی نے اپنی کتاب کافی مین نقل کیا ہے جو شیعہ مذہب مین قرآن سے بھی زیادہ معتبر مانی گئی ہے اور جسکی نسبت مولوی دلدار علی صاحب مجتہد نے اپنے رسالہ آئینہ حق نما مین لکھا ہے در کتاب کلینی کہ در مذہب امامیہ بہتر و معتمد تر از ان کتابے نیست واگر مذہب اثنا عشری حق ست آن کتاب حق ست از جناب صادق علیہ السلام منقول ست انتہی ما نقلہ عنہ مولانا حیدر علی فی المنتہی تفصیل اس واقعہ کی یہ ہے عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ان جبریلؑ نزل علی محمد فقال یا محمد ان اللہ یبشرک بمولود یولد من فاطمۃ تقتلہ امتک من بعدک فقال یا جبریل وعلی ربی السلام لا حاجۃ لی فی مولود یولد من فاطمۃ تقتلہ امتی من بعدی فعرج ثم ہبط فقال لہ مثل ذلک فقال یا جبریل وعلی ربی السلام لا حاجۃ لی فی مولود تقتلہ امتی من بعدی فعرج جبریل الی السماء ثم ہبط فقال یا محمد ان ربک یقرئک السلام ویبشرک بانہ جاعل فی ذریتہ الامامۃ والولایۃ والوصایۃ فقال انی قد رضیت اھ یعنے امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جبریل علیہ السلام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوے اور کہا اے محمد خدا آپکو اس بچہ کی خوشخبری دیتا ہے جو فاطمہ سے پیدا ہوگا اور آپ کے بعد آپ کی امت اسے قتل کرے گی اسکے جواب مین آپنے حق سبحانہ کو سلام کیا اور کہا کہ اے جبریل مجھے ایسے بچہ کی کچھ ضرورت نہین ہے جسکو میری امت میرے بعد مار ڈالے یہ سنکر جبریل پھر آسمان پر گئے اوسکے بعد پھر نیچے آئے اور وہی کہا جو پہلے کہا تھا اسکے جواب مین بھی

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کو سلام کیا اور کہا کہ اے جبریل مجھے ایسے بچہ کی کچھ ضرورت نہین ہے جسکو میری امت میرے بعد مار ڈالے یہ سنکر جبریل پھر آسمان پر گئے اوسکے بعد پھر نیچے اُترے اور کہا کہ اے محمد خدا آپکو سلام کہتا ہے اور آپ کو خوش خبری دیتا ہے کہ خدا اوسکی اولاد مین امامت اور ولایت اور وصایت مقرر کریگا یہ سنکر آپنے فرمایا کہ اچھا مجھے منظور ہے۔ اھ یہ تو واقعہ تھا۔ اب آپ حضرات ان نتائج کو ملاحظہ فرماوین جو اس حدیث کے گھڑنیوالے نے ملحوظ رکھے ہین اور اس طرح دوستی کے پردہ مین دشمنی کی ہے اور ان الزامات پر غور کرین جو محبت اہل بیت کے پردہ مین اس واقعہ سے حضرات شیعہ نے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر لگائے ہین اول یہ کہ رسول نے خدا کی مخالفت کی اور اسکا مقابلہ کیا۔ کہ خدا تو کہتا ہے کہ ہم تمھین ایسا بچہ دینگے اور رسول کہتے ہین کہ مجھے کچھ ضرورت نہین دوسرے یہ کہ رسول نے خدا کو جھٹلایا یا اُسے جاہل بتلایا کیونکہ یہ معلوم ہے کہ خوشخبری کسی کو ایسی ہی چیز کی دی جاتی ہے جو اسکے حق مین نافع اور خوش کن ہو اور یہ بھی معلوم ہے کہ عاقل آدمی خاصکر جبکہ رسول ہو اسی شی کو رد کر سکتا ہے جسکو وہ اپنے لئے مضر سمجھے پس خدا کے اس قول کے کہ ہم تمھین خوشخبری دیتے ہین یہ معنی ہونگے کہ یہ بچہ تمھارے لئے فائدہ مند اور خوش ہونے کی چیز ہے اور رسول نے جو کہا کہ مجھے کچھ ضرورت نہین اسکے یہ معنے ہونگے کہ آپ غلط کہتے ہین یا آپ نہین جانتے یہ بچہ درحقیقت میرے لئے سراسر مضر اور رنج بخش ہے۔ یہ صریح تکذیب اور تجہیل ہے خدا کی اور صرف ایکمرتبہ نہین بلکہ کئی بار تیسرے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے حکم کی اطاعت نکرتے تھے بلکہ جب وہ خود بھی کسی حکم کو مناسب سمجھتے تھے اسوقت اسے مانتے تھے چوتھے یہ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکومت کا اپنے گھر مین رہنا اسدرجہ مطلوب تھا کہ انھون نے اسکے لئے حسین مظلوم کے قتل پر رضامندی دیدی (ف شیعہ یہ نہین کہہ سکتے کہ یہ قتل حسین پر رضامندی نہ تھی بلکہ قضائے آلہی پر رضامندی تھی۔ کیونکہ اگر وہ قضائے الہی پر رضامند ہوتے تو اول ہی مرتبہ مین کہدیتے کہ جو آپکو منظور ہے مین اسپر راضی ہون۔ دومرتبہ حکم آلہی کو رد نہ کرتے اور یہ نہ کہتے کہ مجھے ایسے بچہ کی کچھ ضرورت نہین) پانچوین یہ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نبوت کا دعویٰ کیا تھا وہ نعوذ باللہ من ذلک محض اس لئے تھا کہ ہمارے گھر مین حکومت آجاوے ورنہ اگر وہ فی الحقیقت نبی ہوتے تو ان کا یہ معاملہ خدا کے ساتھ نہ ہوتا۔ اور وہ اسقدر حکومت کے خواہان نہ ہوتے کہ اپنے نواسے کو بھی قربان کر دین چھٹے یہ کہ امام حسین کے اصل قاتل نعوذ باللہ من ذلک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین کیونکہ انھون نے خلافت کے لالچ مین امام حسین کے قتل پر دستخط کر دئے اگر وہ قتل حسین پر رضامند نہ ہوتے تو جسطرح پہلے دومرتبہ کہہ چکے تھے کہ مجھے ایسے بچہ کی ضرورت نہین اب بھی کہدیتے کہ مجھے اس خلافت کی کچھ ضرورت نہین ہے جو قتل حسین کے معاوضہ مین دیجاتی ہے مین رشوت لیکر حسین کے قتل پر دستخط نہین کر سکتا

آپ کو اختیار ہی چاہے اسے پیدا کیجئے یا نہ کیجئے خلافت دیجئے یا ندیجئے یہ نتائج ہین جو اس روایت سے پیدا ہوتے ہین اور یہ الزامات ہین جو اس روایت سے رسول پر عائد ہوتے ہین اب مین ہر منصف مزاج مسلمان اور غیر مسلمان کو قسم دیکر پوچھتا ہون کہ جس مذہب مین نبی کی یہ صفات ہون کہ وہ خدا کے احکام کو یون دلیری سے رد کردے اور یون خدا کا مقابلہ کرے اور اسکی تکذیب اور تجہیل کرے اور رشوت امامت لیکر شہید کربلا کے قتل پر دستخط کردے وغیرہ وغیرہ کیا وہ دین الٰہی ہو سکتا ہی اسکا جواب ہر منصف یہ ہی دیگا کہ ہرگز نہین بلکہ وہ یقیناً مخالفین اسلام کا بنایا ہوا ہی جنکا مقصود اسلام کی بیخ کنی کرنا تھا آپ یہ خیال نکرین کہ قتل حسین پر رضامندی صرف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے دی ہی نہین بلکہ جناب سیدہ معصومہ بھی اس مین شریک ہین چنانچہ اسی روایت کے آخر مین یہ الفاظ بھی ہین۔ ثم ارسل الی فاطمۃ ان اللہ یبشرک بمولود یولد لک تقتلہ امتی

من بعدی فارسلت الیہ ان لا حاجۃ لی فی مولود تقتلہ امتک من بعدک فارسل الیہا ان اللہ عز وجل قد جعل فی ذریتہ الامامۃ والولایۃ والوصایۃ فارسلت الیہ انی قد رضیت یعنے جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی منظوری داخل کرچکے تو آپنے فاطمہ کے پاس کہلا بھیجا کہ حق سبحانہ تمھین ایسے بچہ کی خوشخبری دیتے ہین جو تمسے پیدا ہوگا اور اسے میری امت میرے بعد قتل کرے گی اسپر حضرت فاطمہؓ نے کہلا بھیجا کہ مجھے اس بچہ کی ضرورت نہین جسے آپ کے بعد آپکی امت قتل کرے اسپر آپنے کہلا کر بھیجا کہ حق سبحانہ نے وصایت وولایت وامامت کو اسکی اولاد مین مقرر کیا ہی۔ اسکے جواب مین انھون نے کہلا بھیجا کہ اچھا مجھے منظور ہی اس سے معلوم ہوسکتا ہی کہ جو طعن حضرات شیعہ واقعہ قرطاس مین حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ پر کرتے ہین جنکو ہم بیشتر نقل کرچکے ہین وہی اعتراض مع زیادتی کے حضرت فاطمہؓ پر پڑتے ہین اور جن وجوہ سے حضرات شیعہ حضرت عمرؓ کا کفر ونفاق ثابت کرتے ہین اونھین وجوہ سے مع زیادتی کے حضرت فاطمہ کا کفر ثابت ہوتا ہی اور تفصیل مذکورسے یہ امر اتنا واضح ہی کہ بجز ہٹ دھرم جاہل کے کوئی انکار نہین کرسکتا اس مقام پر یہ امر بھی نظر انداز کرنیکے قابل نہین ہی کہ اس واقعہ مین صرف دو شخصون کو رضامند کیا گیا ہی اور حضرت علیؓ کو چھوڑ دیا گیا اسکی کیا وجہ ہی ہم جہانتک غور کرتے ہین ہماری سمجھ مین صرف تین باتین آتی ہین یا تو اسکی وجہ یہ ہو کہ حضرت علیؓ کو اس قابل نہین سمجھا گیا کہ اونکی رضامندی کی ضرورت ہو یا یہ وجہ ہو کہ حق سبحانہ جانتے تھے کہ علی ہمارے حکم کے مقابلہ مین کچھ چون وچرا نہ کرین گے اس لئے اون سے کہنے کی ضرورت نہین۔ یا یہ کہ وہ نفس رسول ہین اس لئے رسول کا فعل ان کا فعل ہی۔ حضرات شیعہ اول صورت کو تو اختیار نہین کرسکتے کیونکہ اس صورت مین انکا سارا مذہب ہی خاک مین ملا جاتا ہی پس ضرور ہی کہ یا وہ دوسری صورت کو اختیار کرین یا تیسری صورت کو دوسری صورت پر لازم آتا ہی کہ حضرت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

نیز بالخصوص حضرت عثمانؓ کے دشمنون کی مذمت حدیث مین بھی موجود ہے چنانچہ منتخب کنز العمال مین ابن النجار وغیرہ سے حسب ذیل روایتین منقول ہین عن جابر قال اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بجنازۃ رجل من اصحابہ لیصلی علیہ فابی ان یصلی علیہ فقیل لہ یا رسول اللہ ما ترکت الصلوۃ علی احد من امتک الا علی ہذا قال ان ہذا کان یبغض عثمان فلم یصل علیہ النبی انہ کان یبغض عثمان فابغضہ اللہ وعن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا عثمان ان اللہ مقمصک قمیصا فان ارادک المنافقون علی خلعہ فلا تخلعہ حتی تلقانی وغیرہ یعنے جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک سلمان (ظاہری) کا جنازہ اس غرض سے لایا گیا کہ آپ اسپر نماز پڑھین توانپے اسپر نماز پڑھنے سے انکار کر دیا اسپر آپ سے عرض کیا گیا کہ آپنے اپنے کسی امتی پر نماز نہین چھوڑی بجز اسکے اسکی کیا وجہ ہے تو آپنے فرمایا کہ یہ عثمان سے دشمنی رکھتا تھا اس لئے مین نے اسپر نماز نہین پڑھی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ یہ شخص عثمانؓ سے دشمنی رکھتا تھا خدا نے اسے مبغوض سمجھا نیز آنحضرت نے فرمایا اے عثمان حق سبحانہ تمکو خلافت کا کرتہ پہنائینگے پس اگر منافقین تم سے اوسکو اتروانا چاہین تو تم اتارنا مت یہانتک کہ تم مجھ سے مل جاؤ الخ۔ عمار کو بھی حضرت عثمان کا مخالف بنایا ہے مگر یہ نہین بتایا کہ عمارؓ نے حضرت عثمانؓ کی خلافت کے باب مین انکی کونسی مخالفت کی ہے اسکے بعد میر صاحب نے حضرت علی کے فضائل اور انکے مخالفین کی مذمت بیان کی ہے سوا اول تو جو روایتین انھون نے پیش کی ہین ان مین بجز یا عمار تقتلک الفئۃ الباغیۃ کے اور کوئی روایت بھی صحیح نہین بلکہ سب ضعیف یا موضوع ہین اور اگر ثابت بھی ہون تو میر صاحب کو کچھ مفید نہین جیسا ہم پہلے بتلا چکے ہین جب اس طریق سے اس کسوٹی کا جھوٹا ہونا ثابت ہو گیا تو اب ہم قرآن سے اسکا جھوٹا ہونا ثابت کرتے ہین سنئے میر صاحب سمجھتے ہین کہ جس خلیفہ کی کوئی شخص کسی معاملہ مین بھی مخالفت کرے اور خصوصیت کے ساتھ اسکے مخالفین کی مذمت رسول نکرے وہ خلیفہ منجانب اللہ نہین ہو سکتا۔ لیکن یہ اصول نص قرآنی غلط ہے تفصیل اوسکی یہ ہے کہ حق سبحانہ فرماتے ہین یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ (اس آیۃ مین حق سبحانہ نے اولاً اطاعت خدا اور رسول کا عام حکم دیا اسکے بعد خاص رعایا کو اولی الامر صاحبان حکومت) کی اطاعت کا حکم دیا پس واولی الامر منکم کے بڑھانے سے رعایا کے آپس کے فیصلون کی عدالت تو معلوم ہو گئی لیکن یہ امر باقی رہ گیا کہ اگر خود حکام اور رعایا مین نزاع واقع ہو تو اس کا فیصلہ کون کرے اسکے لئے آگے فرمایا فان تنازعتم فی شیئ فردوہ الی اللہ والرسول یعنے اگر آپس مین (حکام و رعایا مین) نزاع ہو تو اسکا فیصلہ تمکو خدا کے کلام اور رسول کے ارشاد سے کرنا چاہئے پس اس آیۃ سے معلوم ہوا کہ اگر حکام اور رعایا مین اختلاف ہو تو یہ ضرور نہین کہ حکام ہی حق پر ہون ورنہ آیت کا یہ جملہ ہی بیکار ہو جائے گا اور پہلے جملہ (یعنے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم) ہی سے ہر امر مین اطاعت کا وجوب ثابت ہو جاوے گا اور جبکہ یہ ثابت ہو گیا

کہ دونون جانب خطا کا احتمال ہو تو امامِ وقت کی مخالفت کرنیوالا مطلقًا (یعنے ہر صورت مین) مذموم نہین ہو سکتا اور جب وہ مطلقًا مذموم نہین تو کچھ ضرور نہین کہ کسی امام کے ہر مخالف کی مذمت کیجائے کیونکہ ممکن ہو کہ کوئی شخص امامِ وقت کی مخالفت کرے اور حق پر بھی ہو۔ ایسا شخص مستحق مذمت نہین تو اسکی مذمت کیون کیجاے گی لہذا بنص قرآنی بھی ثابت ہو گیا کہ میر صاحب کی کسوٹی بالکل جھوٹی ہو نیز اسی سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ امام و خلیفۂ وقت معصوم نہین ہوتا پس شیعون کا یہ دعوی کہ اولی الامر سے مراد ائمۂ رفضہ ہین اور وہ معصوم ہین۔ صریح مخالفت ہو کلام اللہ کی اور اسی سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اگر خلفائے ثلثہ سے بمقتضائے بشریت کوئی لغزش ہو گئی ہو تو وہ اس سے غیر مستحقِ خلافت نہین ہو سکتے اور اسی سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے حضرت علی کے ہر مخالف کی مذمت کی ہو وہ جھوٹا اور قرآن کا مخالف بلکہ خود حضرت علی کا مخالف ہو اسلئے بھی کہ ان کا قرآن پر ایمان ہو اور قرآن ان کے ہر مخالف کو برا نہین کہتا اور اس لئے بھی کہ حضرت علی خود اپنی نسبت معصوم نہونے کا اقرار کرتے ہین اور کہتے ہین

لاتکفوا عن مقالۃ بحق او مشورۃ بعدل فانی لست فی نفسی بفوق ان اخطئ کافی ونہج البلاغت یعنی حق بات کہنے اور نیک مشورہ دینے سے مت رکو اسلئے کہ مین اپنے نزدیک خطا کرنے سے محفوظ نہین۔

پس جبکہ وہ معصوم نہ ہوے اور ان سے بمقتضائے بشریت کوئی لغزش ہو گئی اور اس لغزش کی بنا پر کسی نے انکی مخالفت کی۔ یا خود مخالفت کرنے والے کو غلطی ہوئی اور اسنے اپنی غلطی سے انکے کسی فعل کو خدا و رسول کے خلاف سمجھا اور اسلئے اسنے انکی مخالفت کی تو وہ ہرگز کسی ملامت کا مستحق نہین ہو۔ یہانتک آپکو یہ تبلایا گیا ہو کہ یہ کسوٹی واقع کے لحاظ سے سچی نہین اور نہ اس سے حق و باطل کے پرکھنے کا طریق ہی درست ہو اب ہم یہ بتلانا چاہتے ہین کہ وہ پیروان ابن سبا کے مسلمات کی رو سے بھی سچی نہین۔ سنئے۔ انصار اونکے امام معصوم کے مخالف تھے جیسے ارتد الناس کلہم الا ثلثہ (یعنی بد دین ہو گئے صحابہ تمام مگر تین) وغیرہ روایات اسی پر شاہد ہین مگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی مذمت نہین کی بلکہ انکی تعریف کی اور تعریف بھی کچھ ایسی ویسی نہین بلکہ اپنی اہل بیت کے برابر۔ چنانچہ حق الیقین مین ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مرض الموت مین اپنے اہل بیت کے متعلق وصیت کی تھی اسی کیساتھ انصار کے بارہ مین بھی وصیت فرمائی ہو اور فرمایا ہو رعایت ایشان بکنید نیز سیدہ معصومہ نے سید انبیا کی مخالفت کی اور جو نہ کہنا تھا وہ کہا (جیسا کہ صفحات گذشتہ مین آپ پڑھ چکے ہین) مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باینہمہ ان کی تعریف کی اور فرمایا۔ فاطمہؓ پارۂ من ست پس ہر کہ اورا بغضب آورد مرا بغضب آوردہ است و ہر کہ اورا بیازارد مرا آزار دادہ است۔ جیسا کہ باقر مجلسی نے حق الیقین مین بیان کیا ہو اور اسے متواتر مانا ہو۔ پس میر صاحب کی کسوٹی مذہب تشیع کی رو سے بھی سچی ثابت نہ ہوئی نیز اگر یہ کسوٹی

بھی ہوگی تو لازم آئیگا کہ جناب امیر بھی امام نہ ہون اسلئے کہ انھون ؑ نے جنین کیطرح گوشہ نشین ہوکر اور خائنون کی طرح گھر مین بھاگ کر اور اپنی سطوت سے دست بردار ہوکر اور اپنے کو ذلیل اور نامردون کا مغلوب بناکر فاطمہ کو غضبناک کیا اور انکو ایذا دی جس سبب حضرت فاطمہ ؓ نے اونکی مخالفت کی اور بہت کچھ برا بھلا کہا مگر رسول نے فاطمہ ؓ کی مذمت نہین کی بلکہ ایسی تعریف کی جس سے حضرت علی خود کافر قرار پاتے ہین نیز سفیان بن ابی لیلی الہمدانی جوکہ امام حسن کا صحابی ہے امام حسن کی خدمت مین آتا ہے اور اسلام علیک یا مذل المومنین کہکر ان کی شان مین گستاخی کرتا ہے اور معاملہ صلح یا امیر معاویہ پر اعتراض کرتا ہے اور اونکو خطا کار ٹھیراتا ہے غرض کہ اتنی سخت مخالفت کرتا ہے جو اصول شیعہ کی بنا پر کفر ہے۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی مذمت نہین کی بلکہ وہ بروایت کشی (جوکہ صفحہ، وصفحہ ۸، پر مذکور ہے) جنتی ہے پس ثابت ہوا کہ یہ اصول خود شیعون کے نزدیک بھی صحیح نہین پس جبکہ نہ اس کسوٹی کو اہل سنت صحیح مانتے ہین اور نہ شیعہ اور قرآن بھی اس کسوٹی کو جھٹلا رہا ہے ایسی حالت مین اسکو معیار حق و باطل بنانا کیا ابلہ فریبی اور عوام کو دھوکا دینا نہین ہے پس مسلمانون کو چاہیے کہ متنبہ رہین اور اس فرقہ کی سچے دار اور ابلہ فریب تقریرون سے دھوکا نہ کھاوین واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔ چونکہ ہم نے اپنے بیان سابق مین یا عمار تقتلک الفئة الباغیة کی صحت کو تسلیم کیا ہے اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میر صاحب کے اس مضمون کا بھی مفصل جواب دیا جاوے جسکا تعلق اس حدیث سے ہے سنئے میر صاحب فرماتے ہین اس سے ظاہر ہے کہ رسول خدا نے امیر معاویہ ؓ اور اسکے تابعین کو باغی کا خطاب دیا ہے۔ اس خطاب کے ملنے کی وجہ مخالفت حضرت علی ہوئی کیونکہ عمار لشکر حضرت علی مین تھے۔ کیا اب بھی ثابت نہین ہوتا کہ جناب علی مرتضی امام برحق منجانب اللہ تھے اور انکا مخالف گروہ باغی ہے۔ الخ میر صاحب آپنے حق کی کسوٹی تو لکھدی۔ لیکن آپکو یا تو یہ بھی خبر نہین۔ کہ بنا بر مذہب شیعہ خلافت امیر کے منجانب اللہ ہونے کے کیا معنی ہین۔ یا آپ جانتے ہین۔ لیکن بتقلید اپنے مورثون کے لیکتمون الحق وہم یعلمون (بیشک وہ حق کو جان بوجھ کر چھپاتے ہین) کے مصداق بنتے ہین۔ سنئے شیعون کا دعوی ہے کہ حق تعالی نے بذریعہ وحی جناب امیر کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بلا فصل خلیفہ کیا۔ اس دعوی کے دو جزء ہین۔ ایک یہ کہ جناب امیر بذریعہ وحی کے خلافت کیلئے نامزد کئے گئے دوسرا یہ کہ جس خلافت کیلئے یہ نامزدگی وقوع مین آئی وہ خلافت بلا فصل تھی۔ سو اس حدیث سے یہ دونون جز ثابت نہین ہوتے نہ اونکی خلافت کا منصوص من اللہ ہونا۔ اور نہ اونکا خلیفہ بلا فصل ہونا۔ کیونکہ اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ جسوقت تم مقتول ہوگے اوسوقت تمہارے قاتل باغی اور امام حق کے مخالف ہونگے۔ سو اتنی بات کا اہل سنت بھی انکار نہین کرتے۔ کیونکہ انکے نزدیک اپنے وقت مین

حضرت امیرؑ خلیفہ حق تھے۔ اور یہ خلافت اونکو بذریعہ بیعت اہل حل وعقد حاصل ہوئی تھی۔ جو قواعد شرعیہ کے مطابق ہونے کے سبب پسندیدہ خدا و رسول تھی۔ اور اونکے مخالف باغی تھے۔ مگر وہ اس بغاوت مین معذور تھے کیونکہ بغاوت نفسانیت سے نہ تھی بلکہ خطاء اجتہادی سے تھی۔ اس مین کونسا ایسا لفظ ہے جس سے آپ ثابت کرسکین کہ جناب امیرؑ کی خلافت منصوص تھی۔ اور وہ خلافت بلافصل تھی اور یہ جو ارشاد ہے کہ ایسی کوئی پیشین گوئی خلفاء ثلثہ کے مخالفین کی نسبت ارشاد نہین فرمائی جس سے ظاہر ہوا کہ اونکی خلافت منجانب اللہ نہ تھی۔ آہ۔ سو یہ جناب کی خوش فہمی ہے۔ جناب من جسطرح یہ حدیث حقیت خلافت امیرؑ کی دلیل ہے۔ اوس سے بڑھکر حقیت خلافت خلفائے ثلثہ کی دلیل ہے۔ کیونکہ جب باوجود مسلمانون کی ایک بہت بڑی جماعت کی مخالفت کے صرف اکثر اہل حل وعقد کے بیعت سے جناب امیرؓ کی خلافت حق ہوگئی اور اونکا مخالف باغی قرار پایا۔ تو جنکی خلافت مین کسی کا نزاع ہی نہ ہو۔ جیسے کہ حضرت عثمانؓ یا معدودے چند لوگون نے ابتداءً بیعت نہ کی ہو۔ اور پھر اونھون نے بھی بیعت کرلی ہو۔ یا صرف ایک فرد بلا بیعت کے باقی رہ گیا ہو۔ جیسے ابوبکر صدیقؓ کی خلافت یا اوس کے بیعت مین کسی نے اختلاف و نزاع بھی نہ کیا ہو بجز ایک فرد کے اور اسکا تخلف بھی بخلاف فیہ ہو جیسے خلافت عمرؓ ایسے لوگون کی خلافت تو بطریق اولیٰ حق ہوگی۔ اور انکا مخالف بدرجہ اولیٰ باغی ہوگا۔ اور یہ پیشین گوئی جسطرح خلافت جناب امیرؓ کی حقیت پر دال ہوگی۔ اوس سے بڑھکر خلافت خلفائے ثلثہ کی حقیت پر دال ہوگی۔ اچھا ہم تھوڑی دیر کیلئے میر صاحب کی خاطر سے مانے لیتے ہین کہ اس پیشینگوئی کا تعلق صرف جناب امیرؓ کی خلافت سے ہے اور خلفائے ثلثہ کی خلافت سے اسے کوئی تعلق نہین۔ تو اس سے یہ کیسے ثابت ہوا کہ اورون کی خلافت باطل تھی یہ تو ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امام حسینؑ کے قاتلون کی مذمت بیان فرمائی ہے۔ اس لئے وہ تو بیشک ظلماً شہید ہوئے مگر امام موسیٰ کاظمؑ یا امام علی رضاؑ کے قاتلون کے نام لیکر مذمت نہین بیان فرمائی۔ اس لئے وہ مظلوم نہ تھے۔ بلکہ مستحق قتل تھے۔ کیون میر صاحب اسی فہم پر حق کی کسوٹی لکھنے کا حوصلہ نرالا ہے اوس کے بعد فرمایا ہے۔ جسوقت حضرت عمار بن یاسر شہید ہوئے۔ اوسیوقت معاویہ کے لشکر مین غل مچ گیا۔ کہ ہم گروہ باغی ہوئے جس کا دفعیہ معاویہ نے یہ کیا۔ کہ ہم قاتل عمار نہین ہین ۔ ۔ ۔ عمار کے قاتل علی ہین جو اونکو اپنے ہمراہ لاتے نہ وہ قتل ہوتے۔ الخ۔ اس پر تو بے ساختہ منہ سے نکلتا ہے۔ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد۔ کیونکہ اس سے اتنا تو معلوم ہوا کہ امیر معاویہ کی فوج حضرت علیؓ سے عناداً نہین لڑرہی تھی۔ بلکہ اوس کا سبب غلط فہمی تھی اور وہ جانتے تھے کہ جناب امیرؓ غلطی پر ہین۔ اور یہی خطاء اجتہادی ہے اس لئے جب اونکو حدیث پہونچی۔ سب بگڑ گئے۔ مگر امیر معاویہ نے اونکو پھر مغالطہ مین ڈالدیا۔ اور وہ پھر غلطی اور خطائے اجتہادی مین مبتلا ہوگئے۔ اب صرف اتنی بات رہ گئی کہ امیر معاویہؓ کی بدنیتی تھی یا خطائے اجتہادی سو جناب نے انکی تاویل کو بدنیتی قرار دیا ہے۔ اور فرمایا ہے اس تاویل سے کیا ایمانداری

ٹپک رہی ہے - اس تاویل کی غلطی جناب امیرؑ نے اسیوقت یہ کہکر ظاہر فرمائی - کہ اگر یہ تاویل صحیح ہو - تو رسول خدا حضرت امیر حمزہؓ کے قاتل قرار پاتے ہین - کیونکہ حضرت حمزہؓ کو نہ رسول خدا ساتھ لاتے نہ حضرت حمزہؓ شہید ہوتے - اور یہ سو میر صاحب اس سے تو وہی ایمانداری ٹپک رہی ہے جو جناب امام باقر علیہ السلام کے اُس قول سے ٹپک رہی ہے - جو اونھون نے کُمیت بن زید سدی کے اس سوال کے جواب مین فرمایا تھا جو انھون نے ابوبکرؓ و عمرؓ کے متعلق کیا تھا جس کے الفاظ یہ ہین - ما قطرت قطرۃ من دمائنا ودماء شیعتنا الا وہی فی اعناقہما - الی یوم القیامۃ ترجمہ جو قطرہ ہمارے خون کا اور ہمارے شیعون کے خون کا گرے گا وہ ان دونون کی گردنون مین (وبال) ہوگا قیامت تک - اور وہ ہی ایمانداری ٹپک رہی ہے - جو زید بن علی کے اس قول سے ٹپک رہی ہے جو اونھون نے اسوقت کہا تھا جبکہ اونکے تیر لگا تھا - یعنی ہما اقامانی فی ہذا المقام ترجمہ - اُن دونون (شیخین) ہی نے مجھکو اس حالت پر پہونچایا - اور وہ ہی ایمانداری ٹپک رہی ہے جو فرقہ ناریہ کے ایک شاعر کے اس شعر سے ٹپک رہی ہے - ع از عمر ہست این کہ آئین جفا ازبیش اوست قتل مظلومان دشت کربلا از پیش اوست جیسا کہ قاضی ذہب اللہ نور رہ نے ان تمام روایات کو مجالس مین نقل کیا ہے اور وہ ہی ایمانداری ٹپک رہی ہے جو قاضی موصوف کی اس تائید سے ٹپک رہی ہے - جو انھون نے ان اقوال کے نقل کرنے کے بعد کی ہے اور جس کے الفاظ یہ ہین وتوہم نشود کہ این سخن محض خیالے یا مجرد احتمالے ست کہ در ثانی الحال بسبب ملاحظہ ادنی مناسبتے روداوہ چہ ارباب الباب در مبدا التحقق امثال این اسباب حکم بظہور چنین نتائج و ثمرات می نمایند وآن را از احکام قطعیہ عقلیہ میشمارند آہ ترجمہ اور وہم نہو کہ یہ صرف خیالی بات ہے اور نرا احتمال ہی احتمال ہے کہ معمولی مناسبت کیوجہ سے مان لیا گیا ہو کیونکہ اہل عقل اس قسم کے اسباب کے پیدا ہوتے ہی یہ حکم لگا دیتے ہین کہ ان اسباب سے یہ یہ نتیجے پیدا ہون گے اور انکو یقینی بات سمجھتے ہین اب تو آپکو معلوم ہو گیا کہ امیر معاویہؓ کی یہ تاویل تاویل نہ تھی - بلکہ وہ تھی جسکو قاضی صاحب کے ارباب الباب از احکام قطعیہ عقلیہ میشمارند اور یہ وہ تاویل تھی جسکی صحت پر امام محمد باقر کے دستخط ہین - اور یہ وہ ہتھیار تھا جس سے زید بن علی نے شیخین پر حملہ کیا تھا پس آپ کا فرض ہے - کہ پہلے آپ اون حضرات کی بے ایمانی پر دستخط کرین - اوس کے بعد امیر معاویہؓ پر زبان درازی کرین - اور جب تک آپ ان لوگون کی بے ایمانی کو قبول نہ کرین گے اوسوقت تک آپکا منھ نہین ہے - کہ امیر معاویہؓ کی تاویل پر نکتہ چینی کر سکین رہا جناب امیرؑ کا جواب سو وہ جسطرح امیر معاویہؓ کی تاویل کو رد کرتا ہے یون ہی امام محمد باقرؒ اور زید بن علیؒ اور شاعر فرقہ ناریہ اور قاضی ذہب اللہ نور رہ کی بھی تکذیب کرتا ہو - پس جو جواب یہ حضرات اپنے جد امجد یا اپنے امام کو دین گے - وہ ہی جواب امیر معاویہؓ کی طرف سے سمجھ لیا جاوے - اور اگر ان کے پاس کوئی جواب نہین - تو امیر معاویہؓ کی شکایت فضول ہے - کیونکہ جب ایک امام معصوم اور شیعون نے شیخین کے مقابلہ مین ایمانداری سے کام لیا پس اگر امیر معاویہؓ نے جو کہ معصوم نہ تھے حضرت علیؑ کے مقابلہ مین اسی ایمانداری سے کام لیا - تو شکایت کیا ہے - آپ حضرات اس جگہ ذرا یہ بھی غور فرماوین کہ انھین - امام محمد باقرؒ کی نسبت یہ بھی کہا جاتا ہے - کہ امام محمد باقر عمداً و سہواً گناہ اور خطا سے معصوم تھے غور طلب یہ امر ہے جو جناب ایسی ایمانداری سے جو اوپر مذکور ہوئی بے گناہ ہون پر تہمت لگانے کے عادی ہون - اونکی نسبت عصمت اور امامت کا خیال کسطرح ٹھیک ہو سکتا ہے - کیونکہ عصمت و امامت مین

ایماندار ہی کی شرط ہو اور یہان ایمانداری کوسون دور - دیدہ و دانستہ اپنی غرض نفسانی کی وجہ سے جھوٹے الزام لگا رہے ہین ۱
اونکے بعد فرمایا ہو غور کرنا چاہیے - کہ جنگ جمل و صفین مین جو لڑائیان مقابلہ حضرت علی ہو ئین ...... اس خون کو مظلومانہ جانتے ہوتے تو
اسکا خلاصہ یہ ہو - کہ حضرت عثمانؓ خلیفۂ برحق نہ تھے - اور اوسکی دو وجہ ہین - اول یہ کہ حضرت علی نے اونکا قصاص نہین لیا - دوسری یہ کہ
اون کے خون کے طلب کرنیوالون کی مذمت فرمائی گئی - اور اونکو باغی کہا گیا اگر وہ خلیفہ برحق ہوتے تو اون کے خون کے طالبون
کی تعریف ہوتی - نہ کہ مذمت - اوس کے دو جواب ہین - ایک تو تحقیقی دوسرا الزامی تحقیقی تو یہ ہو کہ مذمت اونکی اسوجہ سے نہین ہو
کہ انھون نے ایک مستحق قتل کا خون طلب کیا - بلکہ اسوجہ سے ہو کہ انھون نے بے گناہ اور خلیفۂ برحق حضرت علی کو قاتلین
عثمانؓ مین شمار کرکے اونکی اطاعت سے سرتابی کی - گو یہ انکی خطا ء اجتہادی تھی - مگر اوس سے وہ مواخذہ اخروی سے بچ سکتے ہین
نہ کہ اطلاق بغاوت سے - کیونکہ بغاوت نام ہو امام حق کی مخالفت ناجائز کا - خواہ وہ دیدہ و دانستہ ہو - یا غلط فہمی اور خطاء
اجتہادی سے - پہلی بغاوت عقاب اخروی کو مقتضی ہو - اور دوسری نہین - اور حضرت علی کا قاتلین سے قصاص نہ لینا اوسکی
وجہ یہ نہ تھی کہ وہ انکو امام حق اور شہید مظلوم نہ جانتے تھے - بلکہ اسکی وجہ انکا عجز اور بلوائیون کا زور تھا - اونکی فوج بلوائیون
اور شورش پسندون سے بھری ہوئی تھی - جو کہ انکو کٹ پتلی کیطرح نچاتے تھے - اور جناب امیر اون کے ہاتھون نہایت تنگ تھے
اور دق ہو ہو جاتے تھے کبھی فرماتے تھے - اے اللہ مین انسے اکتا گیا - یہ مجھسے اکتا گئے مجھے انسے بہتر معاون دے - اور انھین
مجھسے بدتر حاکم دے - کبھی فرماتے تھے کہ اگر معاویہؓ اپنی فوج کو میری فوج سے بدلے تو ایک ایک کے بدلے دس دس دون
کبھی فرماتے تھے کہ تمنے میرے کلیجہ مین پیپ ڈالدی - اور میرا سینہ غم و غصہ سے بھر دیا - چنانچہ نہج البلاغۃ ایسے مضامین سے
لبریز ہو - بھلا ایسی حالت مین وہ کس سے قصاص لیتے اور کس قوت سے لیتے وہ چاہتے تھے کہ امیر معاویہؓ میری بیعت کرلین
تو مجھکو پوری قوت حاصل ہوجاوے - اور مین قصاص لے سکون - مگر امیر معاویہؓ کہتے تھے کہ ہم اسوقت تک آپکو بری نہین سمجھ سکتے
جبتک آپ قصاص نہ لین - لہذا اسوقت تک ہم بیعت بھی نہین کرسکتے - پس اس واقعہ سے یہ نتیجہ نکالنا - کہ حضرت عثمانؓ
خلیفۂ برحق نہ تھے - سراسر ایمانداری ہو - اور جواب الزامی یہ ہو کہ ہشام بن الحکم نے امام موسیٰؑ کاظم کو شہید کروایا - حالانکہ
امام موصوف اس سے بمنت کہتے تھے کہ خدا کیلئے تو میرے خون مین شریک مت ہو - اور مناظرہ کر کر کے مجھے نہ مروا - مگر اس
ظالم نے ایک نہ سنی - اور نتیجہ وہ ہوا - جو ہونا تھا امام کے اس قاتل کی کوئی مذمت رسول نے نہین کی - بلکہ ائمہ نے
تعریفین کین ہین - پس لازم ہو کہ امام موسی کاظم بھی امام نہون - بلکہ مستحق قتل اور واجب القتل ہون - نعوذ باللہ
من سوء الفہم - والتقلید الباطل - اب مین اپنے بیان بالا کی تصدیق کیلئے بعض روایات رجال کشی کا نقل کردینا
مناسب سمجھتا ہون - تاکہ معلوم ہوجاوے - کہ شیعون کے یہان تو قاتل امام بھی ممدوح ہو - اور اس سے امام کی
امامت کا بطلان ثابت نہین ہوتا - پھر اگر طالبین قصاص عثمانؓ کی معمولی مذمت بھی کیگئی ہو یا بزعم شیعہ شریک قتل عثمانؓ
یعنی حضرت علیؓ کی مذمت نہ کیگئی ہو - بلکہ مدح کیگئی ہو تو اس سے انکی خلافت کا بطلان کیونکر ثابت ہوگا -

سنئے - رجال کشی مین صفحہ ۱۸۱ ہے - جعفر بن معروف قال حدثنی الحسن بن النعمان عن ابی یحیی وہو اسمٰعیل بن زیاد الواسطی عن
عبد الرحمٰن بن الحجاج قال سمعتہ یودی الی ہشام بن الحکم رسالۃ ابی الحسن علیہ السلام قال لا تتکلم فانہ امرنی ان آمرک
ان لا تتکلم فما بال ہشام تکلم - وانا لا اتکلم قال امرنی ان آمرک ان لا تتکلم وانا رسولہ الیک - قال ابو یحیی امسک ہشام بن الحکم
عن الکلام شہرا لم یتکلم ثم تکلم - فاتاہ عبد الرحمٰن بن الحجاج فقال لہ سبحان اللہ یا ابا محمد تکلمت وقد نہیت عن الکلام
فقال مثلی لا ینہی عن الکلام - قال ابو یحیی فلما کان من قابل اتاہ عبد الرحمٰن بن الحجاج فقال لہ یا ہشام الیسرک ان تشرک
فی دم امرئ مسلم - قال لا - قال وکیف تشرک فی دمی فان سکت والا فہو الذبح - فما سکت حتی کان من امرہ ما کان -
صلی اللہ علیہ - ترجمہ ابو یحیی بن زیاد واسطی کہتے ہین کہ مین نے عبد الرحمٰن کو سنا کہ وہ امام ابو الحسن ع کا پیام ہشام بن الحکم کو
پہونچا رہے تھے کہ تم کلام یعنی مناظرہ نکرو کیونکہ (امام صاحب) نے مجھکو حکم کیا ہے کہ تم کو حکم کردون کہ کلام نکرو (اور
امام صاحب فرماتے ہین کہ) ہشام کو کیا ہوا ہے کہ کلام کرتا ہے حالانکہ خود مین کلام نہین کرتا اور مین امام صاحب کا
پیام لیکر تمہارے پاس آیا ہون ابو یحیی کہتے ہین کہ ہشام بن الحکم ایک مہینہ تو کلام کرنے سے بند رہا اور کلام نکیا
لیکن اسکے بعد کلام کرنے لگا پس اسکے پاس عبد الرحمٰن پھر آئے اور کہا سبحان اللہ اے ابو محمد (ہشام کی کنیت ہے)
تم کلام کرنے لگے حالانکہ تمھین کلام کرنے سے منع کر دیا گیا تھا پس ہشام نے کہا کہ مجھ جیسا شخص کلام سے نہین
روکا جا سکتا ابو یحیی کہتے ہین کہ دوسرے دن عبد الرحمٰن ہشام کے پاس پھر آئے (اور امام صاحب کا پیام دیا)
کہ اے ہشام کیا تمہاری یہ خوشی ہے کہ کسی مسلمان شخص کے خون مین شریک ہو ہشام نے کہا کہ نہین عبد الرحمٰن نے کہا
(کہ امام صاحب فرماتے ہین) کہ پھر میرے خون مین کیسے شریک ہوتے ہو پس اگر چپ رہو تو اچھا ہے ورنہ یہ (کلام کرنا مجھکو)
ذبح کرنا ہے پس نہین چپ رہا ہشام یہانتک کہ امام ابو الحسن صلی اللہ علیہ وسلم کا انجام ہوا جو کچھ کہ ہوا نیز نہین
کشی نے ہشام بن الحکم کا وہ مناظرہ جو اسکے اور سلیمان ابن جریر کے درمیان مین یحیی بن خالد برمکی کے سامنے ہوا تھا -
جسکو ہارون الرشید بھی چھپا ہوا سن رہا تھا - نقل کرنیکے بعد لکھا ہے - قال صفحہ ۱۷۸ (الراوی) فبلغنا ان ہارون قال لیحیی
شد یدک بہذا واصحابہ وبعث الی ابی الحسن موسی علیہ السلام فحبسہ فکان ہذا سبب حبسہ مع غیرہ من الاسباب یعنے
راوی نے کہا کہ ہمکو یہ خبر پہونچی کہ ہارون رشید نے یحیی سے کہا کہ گرفتار کر لو اسکو اور اسکے ساتھیون کو اور بھیجا طرف
ابو الحسن موسٰی علیہ السلام کے پس قید کر لیا انکو پس یہ (ہشام ابن الحکم کا مناظرہ) بھی انکی گرفتاری کا ایک سبب تھا
منجملہ اور اسباب کے یہ تو اون کے کوتک ہین - مگر عمر بن یزید صحابی امام جعفر فرماتے ہین - فاق صفحہ ۱۶۷ اصحاب
ابی عبد اللہ علیہ السلام یعنے ہشام امام جعفر صادق ع کے تمام اصحاب پر فوقیت لیگئے اور جبکہ ایک صحابی امام -
امام ابو الحسن ثانی سے سوال کرتے ہین - کہ روی صفحہ ۱۷۳ اعنک المشرقی وابو الاسود .. انہما سألاک عن ہشام بن الحکم
فقلت ضال مضل شرک فی دم ابی الحسن - فما تقول فیہ یا سیدی نتولاہ - یعنے تم سے مشرقی اور ابو الاسود نے

روایت کی ہی کہ ان دونون نے آپ سے ہشام بن الحکم کی نسبت دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ گمراہ ہی اور (دوسرون کو) گمراہ کرنیوالا ہی اور اسنے امام ابوالحسن کے خون مین شرکت کی - پس حضور ہین اسکے بارہ مین کیا حکم فرماتے ہین کیا اس سے محبت رکھین تو اس کے کسی جواب مین فہم فرماتے ہین - اور روایت مشرقی اور ابوالاسود کی تکذیب نہین کرتے - جسکا حاصل یہ ہی - کہ گو مین نے کہا ہی کہ وہ ضال و مضل ہاور شریک قتل موسی کاظم ہی مگر تم اوس سے محبت کرو - یہ صحابی ابھی مطمئن نہین ہوتے لہذا پورا یقین حاصل کرنیکے لئے پھر دوبارہ سوال کرتے ہین مگر پھر یہی جواب ملتا ہی فہم تو لو وہ صفحہ ۲۷ اذ اقلت ملک فاعمل بہ الخ یعنے ہان محبت رکھو اُس سے جبکہ مین نے تکو حکم کیا تو اسپر عمل کرو اس مقام پر ہمین وہ فقرہ یاد آتا ہی جو میر صاحب نے باقتضائے الکذوب قد یصدق اپنی کتاب مین سچ لکھا ہی یعنی جب کوئی شخص (چاہے کیسا ہی پڑھا لکھا ہو) ہمت ناحق کا طرفدار بنتا ہی - تو اوسکی عقل جاتی رہتی ہی - الغرض جو معیار حق کے جانچنے کا میر صاحب نے قائم کیا تھا نہ وہ منصوص من اللہ ہی - نہ منصوص من الرسول - بلکہ قرآن وحدیث ونیز عقل - بلکہ خود مذہب شیعہ بھی - سب کے سب اسے غلط ٹھیراتے ہین - ایسی حالت مین - جو عمارت انھون نے اس بنیاد پر قائم کی ہی سب منہدم ہو گئی - اور وہ خلافت خلفائے ثلثہ کو باطل اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل کو ثابت کرنے مین کامیاب نہ ہو سکے - اور اسکی تمام کوشش کسراب بقیعۃ یحسبہ الظمان ماء اور مثل اعمال کفار بے نتیجہ ثابت ہوئی - والحمد للہ رب العالمین - وصلی اللہ تعالی علے نبیہ و آلہ و اصحابہ و ازواجہ الطیبین الطاہرین -

تمت

نام کتاب	قیمت
ایضاً جلد چہارم	عم/۲
ایضاً جلد پنجم	عہ/۱۲
دعوات عبدیت	
جلد ششم	عہ/۶
وجلد ہفتم	
وجلد ہشتم	
وجلد نہم	
وجلد دہم	

مواعظ متفرقہ

نام کتاب	قیمت
اشرف المواعظ	۶/
النور	۰۲/
الظہور (ملقب بسر المولد)	
الحبور من المثنوی المعنوی	۰۲/
السرور بظہور النور الملقب	
ارشاد العباد فی عید المیلاد	۳/
مواعظ اخرفیہ	ا/
تذکیر الآخرت	۶/
فوائد الصحبة	۰۲/
تجارة آخرة	۲/
اشرف المواعظ کلان	
مسمی بہ التذکیر فی حصہ	۶/
تیسیر المبتدی	۴/
تبلیغ دین (ترجمہ)	

نام کتاب	قیمت
ثلاثین من الاربعین	۱۲/
اصلاح الرجال	۰۱/
زندگی اور موت کا	
شرعی دستور العمل	ا/
بہشتی جنیر	۱/
رفع الارتیاب عن	
مسئلہ ثبوت الانساب	۳/
کرامات الصحابہ	۶/

تصنیفات حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی

نام کتاب	قیمت
رسالہ وحدة الوجود	-/
ضیاء القلوب (فارسی)	۳/
غذائے روح	۰/
تحفۃ العشاق	۰۱/
گلزار معرفت	۲/
ارشاد مرشد	۰/
جہاد اکبر	

تصنیفات مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی

نام کتاب	قیمت
امداد السلوک اردو	۰۴/
ہدایۃ الشیعہ	۳/

نام کتاب	قیمت
زبدة المناسک	۲/
لطائف رشیدیہ	۰۱/
سبیل الرشاد	ا/
اوثق العریٰ	۱/
ہدایۃ المعتدی سفے	
قراة المقتدی	۰۲/
الرائے النجیح فی عدد	
رکعات التراویح	ا/
فتاوے میلاد شریف	۱/
قطوف دانیہ	۰۱/
رد الطغیان سفے	
اوقاف القرآن	۰/
فتوے ظہر احتیاطی	-/
مکاتیب رشیدیہ	۰۴/

تصنیفات مولانا محمد عاشق الٰہی صاحب میرٹھی

نام کتاب	قیمت
تذکرة الرشید حصہ اول	عہ/۲
حصہ دوم	عہ
وصل الحبیب	۲/
اسلام ہر سہ حصے	عہ/۸
مجموعہ حزب الاعظم	
داسمار بدرمین	۸/

اردو زبان کی مفید کتابیں

نام کتاب	قیمت
فتاوی محمدی مع شرح	
دیوبندی ہر دو حصہ	۸/
میراث المسلمین	۳/
الجواب المتین باحدیث	
سید المرسلین	۵/
حیات خضر علیہ السلام	۴/
القول المتین سفے	
الاقامۃ والتاذین	۱/
گلزار سنت	۱/
تعبیر صادق	ا/
رحمت رضوان	ا/
مولوی معنوی	۴/
چہل حدیث	۲/
نیک بیبیاں	۴/
علم الاولین	
تعبیر نامہ حصہ اول	
حصہ دوم تعبیر نامہ یعنی	
جامع المعلومات دربیان	
تعبیر وعجائبات ہر دو حصہ	۱/
خواب شیریں	۱/
فرحۃ الصالحین	۱/

الخطب الماثورہ من الآثار المشہورہ

مع

الضمیمۃ الجدیدہ والترجمۃ المفیدہ

مرتبہٗ حضرت مجدد ملت حکیم الامۃ حضرت مولنا محمد اشرف علی صاحب دام ظلہم العالی و مترجمہٗ مشفقی و معظمی مولوی سید احمد حسن صاحب سنبھلی حال مقیم تھانہ بھون

معزز ناظرین۔ حضرت مولنا صاحب نے عرصہ ہوا خطبۂ ماثورہ مرتب فرمایا تھا جسکو مطابع کانپور نے شائع کیا تھا۔ یہ امر ظاہر ہی کہ عربی زبان کے سمجھنے والے ہندوستان مین کم ہین۔ اسواسطے احقر نے ترجمہ کرا کے طبع کیا۔ خطبۂ ماثورہ مین اکثر لوگون کو یہ بھی شکایت تھی کہ کسی خطبہ مین خلفاے اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اسماے مبارک نہین ہین اسواسطے ضمیمہ مین اسکا اضافہ کیا گیا۔ ترجمہ زبان اردو مین بامحاورہ ہی۔ کاغذ گلیز دبیز ہی قلم جلی ہی صحت کا خاص انتظام کیا گیا ہی۔ اور باوجود ان سب خوبیون کے قیمت اس خطبۂ مترجم متبرک کی صرف آٹھ آنہ ہی شائقین جلد طلب فرماوین ورنہ طبع ثانی کا انتظار کرنا پڑیگا

المشتہر

حاجی محمد شبیر تاجر کتب و مالک مطبع احمدی وکٹوریہ گنج لکھنؤ